قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 28 جنوری 2022ء | 24 جمادی الثانی 1443 ہجری قمری | 28 صلح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:24

ارشادِ باری تعالیٰ

اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ یَقۡبَلُ التَّوۡبَۃَ عَنۡ عِبَادِہٖ وَ یَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ

(التوبہ:104)

ترجمہ: کیا اُنہیں علم نہیں ہوا پس اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ منظور کرتا ہے اور صدقات قبول کرتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی ہے جو بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

’’جب بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دعا کرتا ہے اور صدقہ و خیرات دیتا ہے، اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے، صرف اس لئے کہ اللہ کا قرب پائے، اس کی رضا حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی بعض صفات میں رنگین ہونے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ تو اپنی تمام صفات میں کامل ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ بندے کو اس کی خاطر کئے گئے کسی کام پر اجر نہ دے۔ اس کی دعاؤں کو قبول نہ کرے۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہماری مرضی کے مطابق ہی وہ اجر ملے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم کبھی بھی یہ تصور نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ بندے کے ہاتھ خالی واپس لوٹائے گا۔ جب تم خالص ہو کر اس سے دعا مانگو گے تو وہ کبھی ردّ نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ خالص ہو کر اس کے حضور جھکنے والے ہوں، اس کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں اور اس کی خاطر قربانی کرنے والے ہوں۔ اور کسی شرط کے ساتھ اپنے چندے یا اپنا صدقہ و خیرات پیش کرنے والے نہ ہوں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 26/ نومبر 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فرمانِ رسول ﷺ

باب الدعاء

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بڑا حیا والا ہے۔ بڑا کریم ہے، سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرتے ہوئے شرماتا ہے۔

(ابوداؤد ابواب الوتر باب الدعاء)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس کے لئے باب الدعا کھولا گیا تو گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں، ان میں سے سب سے زیادہ اسے عافیت طلب کرنا محبوب ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دعا اس ابتلاء کے مقابلہ پر جو آچکا ہو، اور اس کے مقابلے پر بھی جو ابھی نہ آیا ہو، نفع دیتی ہے۔ اے اللہ کے بندو! تم پر لازم ہے کہ تم دعا کرنے کو اختیار کرو۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات باب دعا النبی ﷺ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

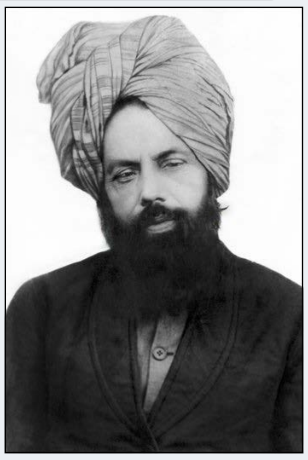

استغفار کی حقیقت

گناہ ایک ایسا کیڑا ہے جو انسان کے خون میں ملا ہوا ہے مگر اس کا علاج استغفار سے ہی ہو سکتا ہے۔ استغفار کیا ہے؟ یہی کہ جو گناہ صادر ہو چکے ہیں۔ ان کے بدثمرات سے خدا تعالیٰ محفوظ رکھے۔ اور جو ابھی صادر نہیں ہوئے اور جو بالقوہ انسان میں موجود ہیں ان کے صدور کا وقت ہی نہ آوے۔ اور اندر ہی اندر وہ جل بھن کر راکھ ہو جاویں۔

یہ وقت بڑے خوف کا ہے۔ اس لئے توبہ و استغفار میں مصروف رہو اور اپنے نفس کا مطالعہ کرتے رہو، ہر مذہب وملت کے لوگ اور اہل کتاب مانتے ہیں کہ صدقات و خیرات سے عذاب ٹل جاتا ہے مگر قبل از نزول عذاب۔ مگر جب نازل ہو جاتا ہے تو ہرگز نہیں ٹلتا۔ پس تم ابھی سے استغفار کرو اور توبہ میں لگ جاؤ تا تمہاری باری ہی نہ آوے اور اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 218 ایڈیشن 1988ء)

’’تمام مذاہب کے درمیان یہ امر متفق ہے کہ صدقہ خیرات کے ساتھ بلا ٹل جاتی ہے۔ اور بلا کے آنے کے متعلق اگر خدا تعالیٰ پہلے سے خبر دے تو وہ وعید کی پیشگوئی ہے۔ پس صدقہ و خیرات سے اور توبہ کرنے اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے وعید کی پیشگوئی بھی ٹل سکتی ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اس بات کے قائل ہیں کہ صدقات سے بلا ٹل جاتی ہے۔ ہندو بھی مصیبت کے وقت صدقہ خیرات دیتے ہیں۔ اگر بلا ایسی شے ہے کہ ٹل نہیں سکتی تو پھر صدقہ خیرات سب عبث ہو جاتے ہیں‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 176-177 ایڈیشن 1988ء)

اس شمارہ میں

- یا امیر المومنین! پیارے خلیفۃ المسیح! (منظوم)
- ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام (قسط 10)
- ارشاداتِ نور (قسط 4)
- گنی کناکری اور احمدیت کا مستقبل

دربارِ خلافت

اس عاجز نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں قادیان میں دیکھا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر حضرت میاں اللہ دتہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں جنہوں نے 1900ء میں بیعت کی اور 1905ء میں ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ کہتے ہیں میں ماہل پور ضلع ہوشیار پور کا رہنے والا ہوں۔جس وقت چاند اور سورج کو گرہن لگا اُس وقت میری عمر قریباً دس بارہ برس تھی اور اُس وقت مَیں نے اپنے استاد کے ساتھ قرآنِ کریم اور نوافل بھی پڑھے تھے۔ 1897ء یا 1898 میں ہمارے گاؤں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر پہنچ گیا تھا کہ قادیان ضلع گورداسپور میں حضرت مہدی علیہ السلام آ گئے ہیں۔ یہ ذکر شیخ شہاب الدین صاحب کی معرفت پہنچا تھا۔ دو تین سال باہم تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔سن 1900ء کے قریب اس عاجز نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں قادیان میں دیکھا۔ اگرچہ میں خود قادیان نہیں آیا تھا۔ اُس خواب سے میری تسلی ہوگئی۔ (پہلے قادیان کبھی نہیں دیکھا تھا لیکن قادیان خواب میں دیکھا۔خواب سے تسلی ہو گئی) اور سوچا کہ جتنی جلدی ہو سکے بیعت کرلوں۔ کہتے ہیں میں ایک پیسے کا کارڈ لے کر قاضی شاہ دین صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ چونکہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کر لی ہے اور اُس کے متعلق تسلی ہوگئی ہے اس لئے میرا بیعت کا خط لکھ دو اور انگوٹھا لگوا لو۔ انہوں نے کہا کہ ابھی ٹھہرو، چند دن کے بعد بیعت کنندگان کی فہرست بنا کر بھیجیں گے۔ کہتے ہیں جہاں تک مجھے علم ہے قریباً چالیس آدمیوں کی فہرست بنا کر بھیجی گئی جنہوں نے بیعت کی تھی جس میں میرا نام بھی تھا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓحضرت مسیح موعودؑ جلد 4صفحہ 49 روایت حضرت میاں اللہ دتہ صاحبؓ)

حضرت دین محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں جنہوں نے 1902ء میں بیعت کی تھی اور 1904ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تھا۔ کہتے ہیں کہ میں 1902ء میں پیچش اور بخار سے بیمار ہوگیا۔ اُن دنوں میں میرے والد صاحب کلکتہ میں محنت مزدوری کے لئے گئے ہوئے تھے۔ میں خواب میں قادیان آ گیا۔ پہلے میں نے قادیان کا کبھی خیال بھی نہیں کیا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چھوٹا سا کمرہ ہے، اُس میں نیچے ٹاٹ بچھا ہوا ہے۔ آگے چاروں طرف چار طاقیاں ہیں (یعنی طاقچے بنے ہوئے ہیں۔ دیوار کے اندر ایک جگہ رکھنے کے لئے بنی ہوتی تھی) ہر طاقی میں ایک دوات ہے۔حضور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں ٹہل رہے ہیں اور کوئی مضمون لکھ رہے ہیں۔جس طاقی کی طرف جاتے ہیں وہاں سے ہی قلم بھر لیتے ہیں۔ مَیں دروازہ پر جا کر کہتا ہوں کہ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ۔ حضور نے فرمایا وَعَلَیۡکُمُ السَّلَامُ آؤ بیٹا تم آئے۔ مَیں نے کہا حضور یونہی آیا ہوں۔فرمایا تم پرسوں کو راضی ہو جاؤ گے۔ (یہ خواب بتا رہے ہیں) تمہارا والد بہت لوگوں کے بس میں ہے وہ تم کو روپے بھیجے گا۔ صبح اُٹھتے ہی یہ خواب مَیں نے اپنے محترم و مکرم و محسن استاد حضرت سید بہاول شاہ صاحب کو سنایا۔ انہوں نے میرے کہنے سے دوسرے دن بیعت کا خط لکھ دیا۔ جو اب موجود و محفوظ ہے۔ (جب یہ بیان کر رہے تھے اُس وقت تک خط ان کے پاس تھا۔) کہتے ہیں دوسرے دن پھر خواب میں قادیان حضور کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ پہلی ہی طرح حضور نے فرمایا۔ آؤ تم آئے۔ مَیں نے عرض کیا حضور یونہی آیا ہوں۔حضور نے فرمایا کہ آپ کے ایک لڑکا ہو گا۔ وہ ایسا لڑکا ہو گا جو آپ کے کنبہ میں کبھی نہیں ہوا۔ اُس کی ایک ران پر سیاہ داغ ہو گا۔ پھر مَیں نے یہ خواب بھی حضرت شاہ صاحب کو سنایا۔غرض پہلے خواب کو جب تین دن ہوئے تو میں اب تندرست ہو گیا۔ گویا کبھی بیمار ہی نہیں تھا۔تھوڑے دن کے بعد والد صاحب نے مبلغ تیس روپے ارسال فرمائے۔ پھر تو مجھے ایسا عشق ہوا کہ کون وقت ہو، حضرت صاحب کی زیارت کروں۔ والدین خفیہ مخالفت کرتے رہے۔ 1904ء میں لاہور جا کر حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کی، حضور کی خدمت میں قریباً پانچ دن رہا۔حضور کا مقام غالباً مرہم عیسیٰ کے مکان پر تھا۔ کہتے ہیں ایک مولوی لنگور کی طرح ٹالیوں (شیشم کے درخت) پر چڑھ کر بہت بکواس کرتا تھا اور ٹالی مولوی کے نام سے مشہور تھا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓحضرت مسیح موعودؑ جلد 4صفحہ 118-119 روایت حضرت دین محمد صاحبؓ)

حضرت حافظ ابراہیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں جنہوں نے 1899ء میں بیعت کی اور 1900ء میں دستی بیعت کی۔ کہتے ہیں مَیں نے 1899ء میں بذریعہ خط کے بیعت کی اور اس سے پہلے بھی تین چار سال میرے والد صاحب نے بیعت کے لئے بھیجا تھا مگر میں بسبب بعض وجوہ کے واپس گھر چلا گیا۔ اس کے بعد سید بہاول شاہ صاحب جو ہمارے دلی دوست اور استاد بھی ہیں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی اور انہوں نے مجھے حضور کی کتابیں سنانی شروع کیں۔جتنی اُس وقت تک حضور کی کتب تصنیف ہو چکی تھیں قریباً قریباً ساری مجھ کو سنائیں۔ (جو اَن پڑھ تھے وہ بھی کتابیں سنا کرتے تھے) کہتے ہیں انہی دنوں میں مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ مَیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتا ہوں کہ حضور! مرزا صاحب نے جو اس وقت دعویٰ مسیح اور مہدی ہونے کا کیا ہے، کیا وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں سچے ہیں۔ مَیں نے کہا حضور! قسم کھا کر بتاؤ۔ آپ نے فرمایا مجھے قسم کھانے کی حاجت نہیں (، ضرورت نہیں)۔ مَیں امین ہوں زمینوں اور آسمانوں میں۔ (یعنی کہ امین ہوں زمین و آسمان میں۔) اس کے بعد اُسی رات کی صبح کو میں نے مسیح موعود علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں بیعت کا خط اور اُس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ بھی لکھ دیا۔ پھر اُس کے بعد 1900ء میں قادیان شریف آ کر حضور کے ہاتھ پر بیعت کی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓحضرت مسیح موعودؑ جلد 4صفحہ 120روایت حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 7/ دسمبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

یا امیر المومنیں! پیارے خلیفۃ المسیح!

آپ ہی ہر اک زمانے میں وفا کی شان ہیں
آپ ہی تو عظمتِ دیں کی حسیں پہچان ہیں
آپ ہیں دلبر ہمارے اور ہماری جان ہیں
آپ ہیں کتنے حسیں، صد آفریں، صد آفریں
خلعتِ حق کے امیں! پیارے خلیفۃ المسیح!
یا امیر المومنیں! پیارے خلیفۃ المسیح!

پیار کی ساری مہکتی راہگذاریں آپ سے
اور محبت کی رواں سب آبشاریں آپ سے
پیارے آقا! عشق کی ساری بہاریں آپ سے
آپ دلکش، دلنشیں، صد دلنشیں، صد دلنشیں
خلعتِ حق کے امیں! پیارے خلیفۃ المسیح!
یا امیر المومنیں! پیارے خلیفۃ المسیح!

جاننا یہ، کیا ہے بیعت، بھی تو ہم پر فرض ہے
اور خلافت کی اطاعت بھی تو ہم پر فرض ہے
پھر خلافت سے محبت بھی تو ہم پر فرض ہے
آپ پر رکھ کر یقیں، ہاں بالیقیں، ہاں بالیقیں
خلعتِ حق کے امیں! پیارے خلیفۃ المسیح!
یا امیر المومنیں! پیارے خلیفۃ المسیح!

پروفیسر عبدالصمد قریشی

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام

خوراک کی سادگی

قسط 10

نہ دل در تنعم ہائے دنیا گر خدا خواہی
کہ مے خواہد نگارمن تہیدستان عشرت را
(درثمین فارسی)

ترجمہ: اگر خدا کا طلبگار ہے تو دنیاوی نعمتوں سے دل نہ لگا کہ میرا محبوب ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے جو عیش کے تارک ہوں۔

خوراک لباس اور رہائش انسان کی بنیادی ضروریات میں شامل ہیں۔ ہر انسان اپنی قسمت، گنجائش اور ترجیحات کے مطابق آرائش اور آسائش حاصل کرنے کے لئے مقدور بھر کوشش کرتا ہے۔ اور اس میں اپنی عمر عزیز کا بڑا حصہ صرف کر دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والوں کا اپنے محبوب میں استغراق انہیں دنیاوی نعماء سے بے رغبت کر دیتا ہے وہ انتہائی صبر وشکر اور استغناء کے ساتھ ان سے صرف اتنا فائدہ اٹھاتے ہیں کہ قوت لایموت قائم رہے اور وہ خدمت دین میں ہمہ تن مصروف رہیں وہ صرف ایک کشتی کے سوار ہوتے ہیں۔ اپنے مولا کے پیار کی کشتی۔ اسی میں ان کا سکون ہے اسی میں ساری اعلیٰ لذات ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ اپنے پیاروں کی تربیت میں یہ امر شامل فرمادیتا ہے کہ وہ دنیا کے لئے نہیں بنے دنیا ان کے لئے بنی ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ۬ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى
(طٰہٰ: 132)

ترجمہ: اور اپنی آنکھیں اس عارضی متاع کی طرف نہ پسار جو ہم نے اُن میں سے بعض گروہوں کو دنیوی زندگی کی زینت کے طور پر عطا کی ہے تاکہ ہم اس میں ان کی آزمائش کریں۔ اور تیرے ربّ کا رزق بہت اچھا اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے احکام کی روح سمجھتے ہوئے اس پر بہترین عمل کرنے والے حضرت محمد مصطفیٰؐ کے اسوۂ حسنہ کا مطالعہ کریں تو یہ حقیقت کھلتی ہے کہ جس قدر دنیا سے دور ہوں گے خدا سے قرب بڑھے گا۔ آپؐ پر ہر قسم کی تنگی ترشی اور فراخی وشاہی کا وقت آیا مگر آپؐ کے دستور العمل میں فرق نہ آیا۔ آپ کی دعا تھی:

یا اللہ مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھنا اسی حالت میں موت دینا اور قیامت کے دن مسکینوں کی جماعت میں اٹھانا۔
(ترمذی کتاب الزہد باب 44)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

”خدائے تعالیٰ نے بے شمار خزائن کے دروازے آنحضرتؐ پر کھول دئے۔ سو آنجنابؐ نے ان سب کو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور کسی نوع کی تن پروری میں ایک حبہ بھی خرچ نہ ہوا۔ نہ کوئی عمارت بنائی نہ کوئی بارگاہ طیار ہوئی بلکہ ایک چھوٹے سے کچے کوٹھے میں جس کو غریب لوگوں کے کوٹھوں پر کچھ بھی ترجیح نہ تھی اپنی ساری عمر بسر کی۔ بدی کرنے والوں سے نیکی کرکے دکھلائی اور وہ جو دلآزار تھے ان کو ان کی مصیبت کے وقت اپنے مال سے خوشی پہنچائی۔ سونے کے لئے اکثر زمین پر بستر اور رہنے کے لئے ایک چھوٹا سا جھونپڑا اور کھانے کے لئے نان جو یا فاقہ اختیار کیا۔ دنیا کی دولتیں بکثرت ان کو دی گئیں پر آنحضرتؐ نے اپنے پاک ہاتھوں کو ذرا آلودہ نہ کیا اور ہمیشہ فقر کو تونگری پر اور مسکینی کو امیری پر اختیار رکھا۔“
(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 289-290 حاشیہ نمبر 11)

آپؐ کے لئے یہ ساری کائنات اس میں موجود سب نعماء تخلیق کی گئی تھیں اور آپؐ اللہ تعالیٰ کے لئے تخلیق کئے گئے تھے اس لئے آپؐ کی ساری اعلیٰ لذات اپنے خالق و مالک میں تھیں۔ آپؐ صرف عبادت کے لئے زندہ رہنے کے لئے کھاتے پیتے آپؐ کی خوراک سادہ اور معمولی ہوا کرتی تھی اس کا ذکر کئی روایات میں ملتا ہے۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ بھانجے ہم دیکھتے رہتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں دو دو ماہ تک آگ نہیں جلائی جاتی تھی۔ اس پر میں نے پوچھا خالہ! پھر آپ لوگ زندہ کس چیز پر رہتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم کھجوریں کھاتے اور پانی پیتے تھے۔ سوائے اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسائے انصاری تھے ان کے دودھ دینے والے جانور تھے وہ رسول اللہ کو ان کا دودھ تحفۃً بھیجتے تھے جو آپؐ ہمیں پلا دیتے تھے۔
(بخاری کتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها باب فضل الهبة)

آنحضرتؐ خیر الرازقین کی پیدا کی ہوئی ہر نعمت دسترس میں ہونے کے باوجود رضائے الٰہی کی خاطر ان سے دست کش رہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے زندگی بھر کے قریبی مشاہدہ کا نچوڑ ملاحظہ ہو۔ فرماتی ہیں: ”رسول اللہؐ نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور اپنے گھر میں کبھی کھانا خود سے نہیں مانگتے تھے۔ نہ ہی اس کی خواہش کرتے تھے اگر گھر والے کھانا دے دیتے تو آپ تناول فرمالیتے اور جو کھانے پینے کی چیز پیش کی جاتی قبول فرمالیتے۔
(ابن ماجہ کتاب الاقتصاد باب 94)

حضرت ابو ہریرہؓ آپؐ کی کم خوری اور سادگی کے ذکر میں روایت کرتے ہیں:

”آنحضورؐ اس دنیا سے تشریف لے گئے مگر کبھی جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔“
(تجرید بخاری حصہ دوم صفحہ 814)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے علم میں نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی طشتریوں میں کھانا کھایا ہو اور نہ ہی آپ کے لئے کبھی چپاتیاں پکائی گئی ہیں، روٹی پکائی گئی اور نہ کبھی آپ نے تپائی (چھوٹی میز سامنے رکھ کر اونچی چیز پر) لگا ہوا کھانا باقاعدہ کھایا ہو۔ قتادہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس پر کھانا کھایا کرتے تھے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ دستر خوان پہ۔ یعنی زمین پہ کپڑا بچھا لیتے تھے۔ اور اس پہ بیٹھ کے کھانا کھایا کرتے تھے۔
(بخاری کتاب الاطعمة باب الخبز المرقق والاكل على الخوان والسفرة)

آپؐ کی سادہ خوراک کے بارے میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی چھنے ہوئے آٹے کی چپاتی کھائی ہے؟۔ سہلؓ نے جواب دیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تادم آخر کبھی چھنے ہوئے آٹے کی چپاتی نہیں دیکھی۔ اس پر میں نے پوچھا کیا تمہارے پاس آنحضرتؐ کے زمانہ میں چھلنیاں نہیں ہوا کرتی تھیں۔ انہوں نے کہا آنحضرتؐ نے اپنی بعثت سے لے کر وفات تک چھلنی نہیں دیکھی۔ ابو حازم کہتے ہیں میں نے سہل سے پوچھا آپ بغیر چھانے کے جو کا آٹا کس طرح کھاتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کوٹنے کے بعد اسے پھونکیں مار لیتے اور اس طرح جو اڑنا ہوتا وہ اڑ جاتا اور باقی کو ہم بھگو کر کھا لیتے۔
(بخاری کتاب الاطعمة باب ما كان النبیؐ واصحابه ياكلون)

حضرت مقدادؓ آنحضورؐ کی کھانے سے بے نیازی کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں:

”حضورؐ کے پاس چند بکریاں تھیں جن کے دودھ پر رسول اللہؐ کے مہمان صحابہ کا گزارا ہوتا تھا۔ دستور یہ تھا کہ ہم یعنی مقداد اور ان کے دو اور مہمان ساتھی بکریوں کا دودھ خود دوہتے اور اپنا حصہ پی کر سو جاتے۔ باقی دودھ ایک پیالے میں ڈھک کر رسول اللہؐ کے لئے بچا رکھتے ایک دن دینی کاموں میں تاخیر کی وجہ سے آنحضورؐ کی گھر واپسی میں تاخیر ہوگئی۔ ادھر میری بھوک کی شدت اپنے حصے کے دودھ سے کم نہ ہوئی تو دل میں خیال آیا کیوں نہ آنحضورؐ کے حصے کا دودھ پی لیا جائے۔ یہ سوچ کر کہ حضورؐ کو تو انصار وغیرہ نے دودھ پلا دیا ہوگا وہ سیر ہو کر آئیں گے اٹھا اور دودھ پی کر خالی پیالہ اسی جگہ رکھ دیا۔ آنحضورؐ کا دستور یہ تھا کہ گھر واپس تشریف لاتے اگر لوگ سوئے ہوئے ہوتے تو بڑی خاموشی سے دوسروں کو جگائے بغیر آہستہ آواز میں سلام کہتے آپ تشریف لائے اور حسب معمول سونے سے پہلے اس طرف گئے جہاں دودھ کا پیالہ پڑا ہوتا تھا مگر پیالہ خالی تھا ادھر میں عرقِ ندامت سے پانی پانی ہو رہا تھا کہ مجھ سے کیا حرکت سرزد ہوگئی۔ ادھر نبی کریمؐ نے بلند آواز سے یہ دعا کی کہ ”یا اللہ اس وقت بھوک کی حالت میں جو بھی مجھے کھلائے اسے کھلا اور جو بھی مجھے پلائے تو اسے پلا“ کہتے ہیں تب مجھے کچھ ڈھارس بندھی میں فوراً اٹھا اور ان بکریوں کی طرف گیا جن کا دودھ پہلے دوہا جاچکا تھا۔ مگر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جب بکری کے تھن کو میرا ہاتھ پڑا تو اس کو دودھ سے بھرا ہوا پایا۔ میں نے دودھ سے اپنا برتن بھرا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں لے کر آیا حضورؐ نے فرمایا پہلے تم پی لو۔ میں نے عرض کیا حضورؐ پہلے آپ پی لیں پھر میں آپ کو ساری بات عرض کروں گا۔ حضورؐ

نے دودھ پی لیا پھر بھی باقی بچ گیا۔حضورؐ نے مجھے فرمایا اب تم بھی پی لو۔ میں نے پیا جب خوب سیر ہوگیا تو بے اختیار میری ہنسی چھوٹ گئی اور میں لوٹ پوٹ ہونے لگا۔حضورؐ نے فرمایا مقداد کیا بات ہے؟ تب میں نے سارا قصہ سنایا کہ یا رسول اللہ میں تو اس خیال سے آپؐ کے دودھ کا حصہ پی گیا تھا کہ آپ باہر سے دودھ پی کر آئیں گے مگر جب آپ نے یہ دعا کی تو میں اٹھا اور پھر یہ عجیب نشان ظاہر ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ایک بکری کے تھنوں میں دوبارہ دودھ اتار دیا۔ میں ہنس اس لئے رہا ہوں کہ میں نے حضورؐ کے دودھ کا حصہ بھی پیا اور اپنا بھی اور دودھ دوہنے کے بعد پھر خدا نے مجھے پلایا اس طرح میرے حق میں حضورؐ کی یہ دعا بھی پوری ہوگئی۔حضورؐ نے فرمایا کہ یہ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک برکت تھی اور یہ تمہارے ساتھی جو سو رہے ہیں ان کو اس میں سے کیوں حصہ نہ دیا...‘‘

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 4)

’’اگر کبھی دیر سے گھر واپس تشریف لاتے تو کسی کو زحمت دیتے نہ جگاتے بلکہ خود ہی کھانا یا دودھ تناول فرمالیتے۔‘‘

(مسلم کتاب الاشربہ)

’’آنحضرتؐ نے ایک دفعہ فرمایا دل کرتا ہے ایک دن بھوکا رہوں ایک دن سیر ہوکر کھالوں جس دن بھوکا رہوں اپنے رب سے تضرع اور دعا کروں اور سیر ہو کر اللہ کا شکر بجا لاؤں۔‘‘

(ترمذی کتاب الزھد باب ما جاء فی الکفاف)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خوراک کے بارے میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیلؓ تحریر فرماتے ہیں :

’’قرآن شریف میں کفار کے لئے وارد ہے یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ کافر سات انتڑی میں کھاتا اور مومن ایک میں۔مراد ان باتوں سے یہ ہے کہ مومن طیب چیز کھانے والا اور دنیا دار یا کافر کی نسبت بہت کم خور ہوتا ہے جب مومن کا یہ حال ہو تو پھر انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کا تو کیا کہنا آنحضرتؐ کے دستر خوان پر بھی اکثر ایک سالن ہوتا بلکہ ستو یا صرف کھجور یا دودھ کا ایک پیالہ ہی ایک غذا ہوا کرتی تھی۔ اسی سنت پر ہمارے حضرت اقدس علیہ السلام بھی بہت کم خور تھے۔ اور بمقابلہ اس کام اور محنت کے جس میں حضور دن رات لگے رہتے تھے اکثر حضور کی غذا دیکھی جاتی تو بعض اوقات حیرانی سے بے اختیار لوگ یہ کہہ اٹھتے تھے کہ اتنی خوراک پر یہ شخص زندہ کیوں کر رہ سکتا ہے خواہ کھانا کیسا ہی عمدہ اور لذیذ ہو اور کیسی ہی بھوک ہو آپ کبھی حلق تک ٹھونس کر نہیں کھاتے تھے۔‘‘

(مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ 435)

آپ کا کھانا صرف اپنے کام کے لئے قوت حاصل کرنے کے لئے ہوا کرتا تھا نہ کہ لذت نفس کے لئے۔ بارہا آپ نے فرمایا کہ ہمیں تو کھانا کھا کر یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ کیا پکا تھا اور ہم نے کیا کھایا...

(مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب صفحہ 735)

حضرت مفتی محمد صادقؓ نے ابتدائی زمانے کی بڑی عمدہ تصویر کھینچی ہے:

’’ابتدا میں جب مہمان کم ہوتے تھے اور گول کمرے میں یا مسجد میں مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا تھا اس وقت عموماً حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی باہر مہمانوں میں بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے۔ آپ ایک روٹی ہاتھ میں لیتے اور اس کے دو ٹکڑے کرتے ایک ٹکڑا دستر خوان پر رکھ دیتے دوسرے کے پھر دو ٹکڑے کرتے پھر ایک ٹکڑا دستر خوان پر رکھ دیتے جو ہاتھ میں رہ جاتا اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا کاٹتے جو لمبائی چوڑائی میں ایک انچ سے کم ہوتا اور اسے سالن کے کٹورے میں ڈالتے اسی طرح بہت تھوڑا سا سالن اس ٹکڑے کے ایک کنارے پر لگتا پھر اسے منہ میں ڈالتے اور دیر تک اسی کو چباتے اور مہمانوں کے ساتھ باتیں کرتے رہتے اور کبھی کبھی اپنے آگے سے کوئی کھانے کی چیز اٹھا کر کسی مہمان کو دیتے یا اچار یا مربہ یا کوئی اور خاص چیز دستر خوان پر ہوتی اس میں سے کچھ ایک روٹی پر رکھ کر کسی مہمان کو دیتے میری عادت تھی کہ میں بہ سبب محبت دستر خوان پر حضرت کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرتا میں دیکھتا تھا کہ حضور کے کھانے کی مقدار بہت کم ہوتی اور چند نوالوں سے زیادہ نہ ہوتی۔‘‘

(ذکر حبیب حضرت مفتی محمد صادق صفحہ 9-10)

اللہ والوں کا یہی دستور ہے وہ کھانے کے لئے زندہ نہیں رہتے زندہ رہنے کے لئے کھاتے ہیں۔ اس طرح ان کا کھانا بھی عبادت میں شامل ہوتا ہے۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنے آقا و مطاع کی اس ادا کو بھی زندہ کرکے دکھادیا۔

’’ایک دفعہ کا ذکر ہے گورداسپور میں مقدمہ کے ایام میں جو کرم دین سے تھا ایک دن ایسا ہوا کہ مہمان کثرت سے آگئے لنگر خانہ بھی نہیں تھا تمام ملازمین مہمانوں کو کھانا کھلاتے حضرت صاحب کو کھانا کھلانا بھول گئے بارہ بجے کے قریب جب دن ڈھلنے کو آیا تو حامد علی نے آکر حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور کھانا تو ختم ہوگیا اور مجھے اب یاد آیا کہ حضور نے کھانا تناول نہیں فرمایا اگر حضور حکم دیں تو کھانا دوبارہ تیار کیا جائے۔فرمایا کوئی ضرورت نہیں ہے ڈبل روٹی اور دودھ لے آؤ میں وہی بھگو کر کھالوں گا فوراً حامد علی دودھ اور ڈبل روٹی کے لئے گیا ڈبل روٹی تو مل گئی مگر دودھ نہ ملا۔ حامد علی نے عرض کیا حضور ڈبل روٹی تو مل گئی مگر دودھ کہیں نہیں ملتا فرمایا پانی میں بھگو کر کھالیں گے کوئی حرج نہیں ہے۔ اور حضور نے اسی طرح کچھ ڈبل روٹی پانی میں بھگو کر کھائی اور دن بسر کردیا۔

(سیرتِ احمدؑ مرتبہ قدرت اللہ سنوری صفحہ 69)

اسی مقدمے کے دوران ایک دفعہ آپؑ کا کھانا لاہور سے آنے والے مہمانوں کو پیش کر دیا گیا آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ دوسرا کھانا تیار کروایا جائے تو آپؑ نے فرمایا:

’’کوئی ضرورت نہیں اب شام میں تھوڑی دیر ہے۔ شام کو ہی کھائیں گے اب تھوڑا سا مصری کا شربت پی لوں گا۔

چنانچہ حضور نے شربت پیا اور اسی طرح دن بسر کیا۔ آپؑ کا طریق یہ تھا کہ روٹی کا ایک ٹکڑا لے کر اسے ریزہ ریزہ کرکے کھاتے ہوئے ان ریزوں کو سالن سے لگا کر کھالیا کرتے۔ کھانا بہت آہستگی سے تناول فرماتے سالن بہت ہی کم کھاتے تھے۔ استغراق اس قدر رہتا کہ اگر کسی نے کھانا لاکر سامنے رکھ دیا تو کھالیا اور اگر گھر والوں نے بھول کر کھانا نہ بھجوایا تو کھانے کا یاد بھی نہ کروایا کرتے تھے اور فاقہ کرلیا کرتے تھے۔ کبھی کسی خاص کھانے کی فرمائش نہ کی جو سامنے آیا کھالیا۔ کبھی کھانے پر اظہار ناراضگی نہیں فرماتے تھے کہ نمک زیادہ ہے یا سالن مزے دار نہیں وغیرہ۔فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کیا پکا تھا اور ہم نے کیا کھایا۔‘‘

(سیرتِ احمدؑ مرتبہ قدرت اللہ سنوری صفحہ 69)

کھانے کے بارے آپ کا اپنا ارشاد ہے:

’’اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کھانے کے متعلق میں اپنے نفس میں اتنا تحمل پاتا ہوں کہ ایک پیسہ پر دو وقت بڑے آرام سے بسر کرسکتا ہوں... ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ انسان کہاں تک بھوک کی برداشت کرسکتا ہے اس کے امتحان کے لئے چھ ماہ تک میں نے کچھ نہ کھایا کبھی کوئی ایک آدھ لقمہ کھالیا اور چھ ماہ کے بعد میں نے اندازہ کیا کہ چھ سال تک بھی یہ حالت لمبی کی جاسکتی ہے اس اثنا میں دو وقت کھانا گھر سے برابر آتا اور مجھے اپنی حالت کا اخفا منظور تھا اس اخفا کی تدابیر کے لئے جو زحمت مجھے اُٹھانی پڑتی تھی شاہد وہ زحمت اوروں کو بھوک سے نہ ہوتی ہوگی۔ میں وہ دو وقت کی روٹی دو تین مسکینوں میں تقسیم کردیتا اس حال میں نماز پانچ وقت مسجد میں پڑھتا اور کوئی میرے آشناؤں میں سے کسی نشان سے پہچان نہ سکا کہ میں کچھ نہیں کھایا کرتا۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت مولوی عبدالکریمؓ صفحہ 62)

ایک اور روایت ہے کہ حضرت مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب جنہوں نے بچپن سے آخری عہد زندگی تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت کی تھی کہتے ہیں۔ میں گھر سے سات روٹیاں لایا کرتا تھا۔ چار آپ کے لئے اور تین اپنے لئے۔ ان چار میں سے آپ کے حصہ میں ایک روٹی بھی نہیں آیا کرتی تھی۔ کھانے کے عین وقت پر عنایت بیگ آتا اور دروازہ کھٹکھٹاتا تھا۔حضور کا طریق تھا کہ ہمیشہ دروازہ بند رکھا کرتے تھے اور میں کھول دیا کرتا تھا دروازہ کھلنے پر آپ ایک روٹی اور سالن کا کچھ حصہ اسے دے دیتے اور وہ وہیں بیٹھ کر کھالیتا پھر وہ چلا جاتا اور میں دروازہ بند کرلیتا تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ دستک ہوتی اور میں دروازے پر جاتا تو ایک اور شخص موجود ہوتا جس کا نام حسینا کشمیری تھا اس کو اندر آنے کی اجازت ملتی ایک روٹی اور سالن کا کچھ حصہ اسے دے دیتے اور وہ وہیں بیٹھ کر کھالیتا۔ اس کے بعد حافظ معین الدیں چلے آتے اسے بھی ایک روٹی سالن کا کچھ حصہ عنایت فرماتے اور اس طرح ساری روٹیاں دوسروں کو کھلا کر خود تھوڑا سا بچا ہوا شوربا پی لیتے۔ میں ہر چند اصرار کرتا مگر میری روٹی میں سے نہ کھاتے۔ میرے اصرار کرنے پر بھی گھر سے اپنے لئے اور روٹی نہ منگواتے۔ کبھی جب میں بہت ضد کرتا کہ اگر آپ میرے حصے میں سے نہیں کھائیں گے تو میں بھی نہیں کھاؤں گا تو تھوڑی سی کھالیتے ایسا ہی شام کو بھی ہوتا۔ البتہ شام کو ایک پیسے کے چنے منگوا کر کچھ آپ چبا لیتے۔ کچھ مجھے دیتے۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصنفہ شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 982)

کون چھوڑے خوابِ شیریں
کون چھوڑے اکل و شرب
کون لے خارِ مغیلاں چھوڑ کر پھولوں کے ہار
عِشق ہے جس سے ہوں طے یہ سارے جنگل پُرخطر
عِشق ہے جو سر جھکا دے زیرِ تیغِ آبدار

طاہر محمود عابد ۔ مبلغ انچارج گنی کناکری

گنی کناکری اور احمدیت کا مستقبل

محل وقوع

گنی براعظم جنوبی افریقہ کا ملک ہے۔ اس کے شمال میں گنی بساؤ، سینی گال اور مالی، مشرق میں ایوری کوسٹ اور جنوب میں سیرالیون اور لائبیریا واقع ہیں۔ اس کے مغرب میں بحر اوقیانوس ہے۔ اس کی آب و ہوا گرم مرطوب ہے۔ساحل پر گرمی اور نمی ہوتی ہے جبکہ اندرونی علاقوں میں آب وہوا معتدل ہے۔

لوگ

یہاں کے 85فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ 10فی صد عیسائی اور 5فی صد دیگر مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں کے 26فی صد لوگ شہروں میں رہتے ہیں جو فولانی، ماڈینگو اور سوسونسلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ 8سال کے بچے کے لئے تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے۔ 36فی صد بچے پرائمری اور 15فی صد ہائی سکول میں پڑھتے ہیں۔ یہاں کی عورتوں کی اوسط عمر 45سال اور مردوں کی 41سال ہے۔سالانہ شرح اضافہ 2.5فی صد ہے۔ 9732افراد کے لئے ہسپتال میں ایک ڈاکٹر ہے۔ اطفال میں شرح اموات 144فی ہزار ہے۔

وسائل

گنی زرعی ملک ہے۔ چاول، پام، ناریل، مالٹا، کافی اور شہد اہم زرعی اجناس ہیں۔ یہاں جانوروں کی کثرت ہے اور لوگ 82فیصد کسی نہ کسی طرح اس پیشے غلہ بانی سے وابستہ ہیں۔کل رقبہ کا 18فی صد حصہ زیر کاشت ہے۔ ماہی گیری بھی ہوتی ہے۔ وسیع حصہ جنگلات سے گھرا ہوا ہے۔ ملک میں معدنیات کے ذخیرے موجود ہیں۔ باکسائیٹ، خام لوہا، ایلومنیم اور سونے کے ذخائر ہیں۔ایلومنیم برآمدات کا 60فی صد فراہم کرتا ہے۔ دنیا کا 33فی صد باکسائیٹ یہ ملک پیدا کرتا ہے اور صنعتی لحاظ سے یہی چیز قابل ذکر ہے۔ باکسائیٹ کی صفائی قابل ذکر صنعت ہے۔کناکری اہم بندرگاہ ہے۔ ملک کی ایئرسروس کا نام "ایئر گنی" ہے۔ جو کہ ایک لمبے عرصہ سے بند ہو چکی ہے۔ اور دارالحکومت میں موجود ہوائی اڈہ بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہے۔

اہم درآمدات میں عمارتی سامان، مشروبات، صنعتی و مشینری آلات، پٹرولیم پروڈکٹس اور ادویات شامل ہیں جبکہ برآمدات میں پھل، روغنی بیج، باکسائیٹ اور المونیم شامل ہیں۔

تاریخ

تیرہوں صدی میں یہاں پرتگالی آئے، سولہویں صدی میں فولانی قبائل یہاں حکمران رہے جو 1849ء تک حکمرانی کرتے رہے۔ پھر یہ علاقہ فرانس کے زیر قبضہ آگیا اور 1958ء تک فرانس اس علاقے پر قابض رہا۔ 12اکتوبر 1958ء میں گنی کے لوگوں نے طویل جدوجہد کے بعد عظیم رہنما شیخوطورے کی ولولہ انگیز قیادت میں آزادی حاصل کی جو 1961ء سے 1983ء تک صدر رہے۔ 27مارچ 1984ء کو یہ عظیم رہنما انتقال کر گیا۔ ان کی جگہ کرنل لاسانا کونٹے نے لی اور ملک میں مارشل لاء لگا دیا۔

لاسانہ کونٹے نے سویلین حکومت کی طرف پلٹنے کی خواہش کے تحت اقدامات کا آغاز کیا۔ 1993ء میں صدر کے انتخاب کے لئے رائے شماری کرائی گئی اور 1995ء میں پارلیمان کے انتخابات کرائے گئے۔ ان انتخابات میں کونٹے کی پارٹی نے 114میں سے 71نشستیں حاصل کیں۔ اقتدار پر کونٹے کی گرفت مضبوط رہی۔

2001میں کونٹے نے اپنی مدت صدارت کو طول دینے کے لئے ایک ریفرنڈم کرایا اور کامیابی حاصل کی۔ 2003ء میں ہونے والے انتخابات کے اپوزیشن کی طرف سے بائیکاٹ کے بعد، کونٹے نے نئی مدت صدارت کا آغاز کیا۔ جنوری 2005میں کونٹے پر قاتلانہ حملہ ہوا مگر ان کی جان محفوظ رہی۔

لاسانا کونٹے کا انتقال 23دسمبر 2008ء کے روز ہوا جس کے فوراً بعد فوج نے حرکت میں آکر اقتدار پر قبضہ کر لیا۔

فوج کا یہ اقتدار لمبا عرصہ نہ رہا دسمبر 2010ء میں عام انتخابات میں الفا کونڈے ملک کے صدر بن گئے۔

جماعت احمدیہ کا گنی میں ورود اور تاریخ

1984 میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جب پاکستان سے ہجرت کر کے برطانیہ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کے نئے راستے کھلنے لگے اور جماعت اللہ کے فضل سے ہجرت کی برکات کے نظارے کرنے لگی اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ۔ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ کا نظارہ ساری دنیا نے دیکھا ۔ جن افریقن ممالک میں احمدیت اللہ کے فضل سے مضبوط ہو چکی تھی ان کے ذمہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہمسایہ ممالک میں احمدیت کے نفوذ اور تبلیغ کی ذمہ داریاں ڈالنی شروع کیں۔ اسی سلسلہ میں سیرالیون کے ہمسایہ میں فرنچ ملک گنی کناکری کی ذمہ داری سیرالیون پر ڈالی گئی اس وقت کے امیر و مشنری انچارج مکرم مولانا خلیل احمد مبشر نے 1987 میں جماعت کے دیرینہ خادم لوکل معلم مکرم کوجومحمود صاحب جن کی بیٹی کی شادی ایک گنی کے باشندہ سے طے پائی تھی کے سپرد جماعت کی تبلیغ کا کام کیا۔ کوجومحمود صاحب نے اپنے حلقہ احباب میں تبلیغ کا کام شروع کیا جس کے نتیجہ میں محمود صاحب کے داماد اور چند اور افراد نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی لیکن ملک میں سعودی اثر و رسوخ کی وجہ سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور تبلیغ کا کام محدود پیمانے پر نجی مجالس تک رہ گیا۔

اس دوران 1994 میں سیرالیون کے صاحب حیثیت احمدی مکرم سعید بدرج صاحب جو کہ والد کی طرف سے لبنانی تھے گنی میں کاروبار کے سلسلہ میں موم بتی اور صابن بنانے کی فیکٹری کھولی لہٰذا ان کے ذریعہ تبلیغ کا سلسلہ دوبارہ جاری ہوا۔ اور ساتھ ہی ساہیوال پاکستان سے تعلق رکھنے والے امیر جماعت ساہیوال مکرم ڈاکٹر عطاالرحمٰن کے بیٹے مکرم لطف الرحمٰن نے ایریڈور کے نام سے موجود ملک کی سب سے بڑی ڈائمنڈ کمپنی خرید لی اور اس کے چیئرمین بن گئے جس کے نتیجہ میں کچھ مزید احمدی نوجوان پاکستان سے کمپنی میں بطور ورکر گنی آگئے اور افراد جماعت میں کچھ اضافہ

ہوا اس طرح ان دو تبدیلیوں کے نتیجہ میں جماعتی کام شروع ہو گئے اور کچھ چندہ بھی موصول ہونے لگا۔

26 مئی 1997 کو سیرالیون میں فوجی بغاوت کے نتیجہ میں حالات سخت خراب ہو گئے اور ملک پر فوج کا قبضہ ہو گیا اور ان باغیوں نے ملک میں بہت تباہی مچائی فوج اور باغی ایک ہی سطح پر ملک میں بد امنی پھیلانے لگے جس کے نتیجہ میں بہت سے لوگ سیرالیون سے بھاگ کر گنی آگئے اور کچھ لائبیریا چلے گئے۔

تبلیغ کا نیا دور

اس ہجرت میں پاکوجومحمود (معلم) اور یوسف کومے صاحب جو کہ عیسایت سے احمدی ہو کر اسلام احمدیت قبول کر چکے تھے اور سیرالیون میں جماعتی خدمات انجام دے رہے تھے ان حالات میں گنی آگئے اور یہاں ایک گھر میں پناہ لی اس گھر کے مالک مکرم پاعلی ماریگا تھے جو کہ ان دنوں اسلام کی حالت دیکھ کر مایوس ہو چکے تھے اور کسی بھی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اب کوئی بھی مسلمان نہیں رہا اور اپنے گھر میں موجود آم کے درخت کے نیچے بیٹھے رہا کرتے تھے لہٰذا جب یوسف کومے صاحب ان کے گھر میں پناہ گزیں ہوئے تو مسلسل تبلیغ کے نتیجہ میں 1998 میں پاعلی ماریگاصاحب بیعت کر کے احمدیہ مسلم جماعت میں شامل ہو گئے ۔ الحمد للہ اس دوران مکرم سعید بدرج جن کا ذکر ہو چکا ہے ان کے گھر میں باقاعدہ نماز جمعہ ادا ہونے لگی اور چند احباب جماعت کا یہ قافلہ مذہبی امور کی انجام دہی کیلئے بدرج صاحب کے گھر جمع ہونے لگا۔ اور اس کے علاوہ پاعلی ماریگا صاحب کے گھر کے صحن میں جو آم کا درخت تھا اس کے نیچے بھی تین افراد بعض دفعہ چار افراد نماز ادا کرنے لگے ۔ (یہاں ایک ایمان افروز واقعہ قابل ذکر اور یقیناً دلچسپی کا باعث ہو گا کہ یہ آم کا درخت جس کے نیچے نماز جمعہ ادا کی جاتی تھی وہ ایک بغیر چار دیواری کے صحن تھا لہٰذا ہر گزرنے والا ان افراد کو دیوانہ کہتا اور تمسخر اڑاتا کہ یہ لوگ مسجد کے قریب ہونے کے باوجود یہاں نماز ادا کرتے ہیں۔ لیکن یہ سلسلہ چلتا رہا اور اسی صحن میں تبلیغی نشستیں لگتی رہیں اور پاعلی ماریگا کے خاندان کے لوگ جن میں اکثریت پڑھے لکھے طبقہ کی تھی جماعت میں شامل ہونے لگے اور بالآخر خدا کی تقدیر غالب آئی اور وہی جگہ جہاں چند افراد کے ساتھ نماز جمعہ اور باقی نمازیں ادا ہوتی تھیں پاعلی ماریگا نے وہ جگہ جماعت کو دے دی اور آج اللہ کے فضل سے ایک خوبصورت مسجد وہاں موجود ہے جو کہ احمدیت کی سچائی کا زندہ ثبوت ہے ۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک

مسجد بیت الاحد ۔ کناکری

مئی 1997ء کو سیرالیون کے حالات باغیوں کی وجہ سے مزید خراب ہو گئے لہٰذا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر تمام پاکستانی مبلّغین سیرالیون چھوڑ کر گنی کناکری آگئے ان کو گنی میں لانے کیلئے جماعت کے ایک دوست ڈاکٹر کیکو راکمار اصاحب جو کہ مراکش میں گنی کے ایمبیسیڈر

کے طور پر تعینات رہے تھے بہت معاونت کی اور انہوں نے ہی اپنا گھر مشنریز کو ٹھہرانے کیلئے دیا جو کہ بعد میں کرائے پر لے لیا گیا۔ سیرالیون سے چلنے والا قافلہ 06 جون 1997 کو گنی پہنچ گیا۔ یہ 33 افراد پر مشتمل قافلہ مکرم خلیل احمد مبشر صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون کی قیادت میں پہنچا۔ یہ قافلہ زیادہ دن یہاں نہ رہا 11جون کو گیمبیا کیلئے روانہ ہو گیا۔

گنی میں اس دوران مکرم سعید ہدرج صاحب کے گھر میں نماز جمعہ ادا کی جاتی رہی اور نجی مجالس میں تبلیغ کا کام جاری رہا اس دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی راہنمائی میں جماعت کی رجسٹریشن کیلئے متعلقہ ادارہ میں کاغذات جمع کروائے گئے لیکن انہوں نے بہت سے اعتراضات لگا کر کہ ہم مسلمان نہیں ہیں مسترد کر دیا۔ لیکن نجی مجالس میں تبلیغ کے نتیجہ میں نیک روحیں جماعت میں آہستہ آہستہ شامل ہونے لگیں۔

سیرالیون مبلغین کی دوسری ہجرت

05 جنوری 1999 کو ایک بار پھر ملک میں حالات شدید خراب ہونے کی وجہ سے مبلّغین کرام کو پھر ہجرت کر کے گنی آنا پڑا اس بار 10 افراد پر مشتمل یہ قافلہ مکرم طارق محمود جاوید صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون کی قیادت میں حضور رحمہ اللہ کی اجازت سے گنی پہنچا۔

اب نماز جمعہ مکرم ڈاکٹر کیکورا اکمارا صاحب کے گھر پر جہاں یہ قافلہ قیام پذیر تھا ہونے لگی۔ اس بار مہاجرین سیرالیون حالات کی خرابی کی وجہ سے لمبا عرصہ قیام کرنے پر مجبور تھے۔ اس دوران گنی میں ڈائمنڈ کمپنی جس کے مالک ایک احمدی دوست تھے انہوں نے مہاجرین کی مہمانوازی کا خوب حق ادا کیا اور وقتاً فوقتاً مبلّغین کیلئے راشن بھجواتے رہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزا۔

مارچ 1999 کو کناکری شہر میں مینئر کے علاقہ میں ایک مکان کرایہ پر حاصل کیا گیا اور تمام مبلّغین وہاں شفٹ ہو گئے۔ اس دوران نمازوں کے علاوہ مجلس سوال و جواب کا انتظام غیر از جماعت دوست احباب کے ساتھ عارضی مشن ہاؤس میں اتوار کے روز ہونے لگا۔ اور کچھ نیک فطرت لوگ اللہ کے فضل سے بیعت کر کے اسلام احمدیت میں شامل ہوئے۔

یکم جولائی 1999 کو پھر مکان تبدیل کر دیا گیا اور اس بار چھ مہینے کا کرایہ مکرم لطف الرحمن صاحب چیئر مین ایریڈور ڈائمنڈ کمپنی نے ادا کیا جزاہ اللہ خیراً۔

مکرم طارق جاوید صاحب امیر مشنری انچارج صاحب نے 05 جنوری 1999 کو مقامی جماعت کا انتخاب کروا کے حضور رحمہ اللہ سے منظوری لی اور جماعت کی رجسٹریشن کیلئے دوبارہ کوشش کی مکرم پا علی ماریگا صاحب بطور صدر جماعت، مکرم یوسف کومے سیکریٹری مال، پا کراموکو محمد ڈکرے صاحب جنزل سیکریٹری اور مکرم سعید ہدرج صاحب سیکریٹری تبلیغ مقرر ہوئے۔

اس دوران مکرم عبدالحفیظ شاہد صاحب کا تبادلہ یو کے ہو گیا اور آپ لندن چلے گئے۔ اور کچھ واقفین جلسہ سالانہ یو کے میں شرکت کیلئے لندن چلے گئے جن میں محترم امیر صاحب بھی شامل تھے۔ سیرالیون میں حالات کچھ بہتر ہوئے تو مکرم طاہر امتیاز مہدی صاحب فری ٹاؤن چلے گئے اور گنی میں مکرم خوشی محمد صاحب شاکر اور سید حنیف احمد صاحب رہ گئے۔ 10 اگست کو خوشی محمد صاحب بھی واپس فری ٹاؤن چلے گئے اور گنی میں مکرم سید حنیف صاحب کو بطور مشنری گنی میں مقرر کیا گیا۔

07فروری 2000 کو سیّد حنیف احمد صاحب کو واپس سیرالیون بلوالیا گیا اور مکرم خوشی محمد شاکر صاحب کو بطور مشنری گنی کناکری بھجوا دیا گیا اور شاکر صاحب نے باقاعدہ مشن کے کام کو آگے بڑھاتے ہوئے تمام احمدی جو گنی میں موجود تھے ان سے رابطے کئے اور ایک مختصر سی جماعت کا قیام ہوا۔

اسی دوران رابطوں کے نتیجہ میں معلوم ہوا کہ کچھ احمدی یینن اور سیرالیون سے یہاں مقیم ہیں اور انہیں جماعت کی موجودگی کا علم نہیں تھا لہٰذا ان نئے رابطوں میں تین احمدی نوجوان مکرم محمد الحسن اکوبی، مکرم مشہود بگودو اور مکرم امین لوانی صاحب جو کہ ایک ہی فیملی کے افراد تھے اور یینن سے کاروبار یا نوکریوں کے سلسلہ میں مع اہل و عیال گنی میں مقیم تھے ان سے رابطہ کے نتیجہ میں جہاں احباب جماعت میں اضافہ ہوا وہیں چندوں کی ادائیگی میں بھی اضافہ ہونے لگا اور کچھ جماعتی پروگرام کا انعقاد بھی ہونے لگا۔

چندوں میں باقاعدگی کے نتیجہ میں اللہ کے فضل سے اچھی آمدن ہونے لگی تو مقامی طور پر مکرم ناصر محمود صاحب کو جو کہ ایریڈور میں ملازم تھے حضور رحمہ اللہ کی اجازت سے گنی کا آڈیٹر مقرر کر دیا گیا۔

کچھ نئے احمدیوں کی آمد

مکرم ابراہیم صاحب کونڈے ایوری کوسٹ سے نقل مکانی کر کے گنی آ گئے جنہوں نے ایوری کوسٹ میں احمدیت قبول کی تھی اور بہت ہی مخلص احمدی تھے وہ جب گنی آئے تو جماعت احمدیہ کی تلاش میں لیگ اسلامک کے دفتر پہنچ گئے اور جماعت کے متعلق دریافت کیا تو دفتر والوں نے کہا کہ یہاں کوئی احمدی نہیں ہے اگر ہم نے کسی احمدی کو دیکھا تو اسے جیل میں ڈال دیں گے۔ لیکن یہ مخلص احمدی جماعت کی تلاش میں تیسرے مشن ہاؤس جو کہ جماعت نے ائیر پورٹ کے سامنے بیسیا کے علاقہ میں کرایہ پر لیا تھا پہنچ گئے اور یہ سارا واقعہ سنایا۔

سیرالیون سے ایک نوجوان حسن شریف بھی شامل ہوئے، مکرم محمد کبا صاحب بھی جو کہ سیرالیون سے یہاں گنی شفٹ ہو گئے تھے جماعت کے ممبر بن گئے۔

اس دوران جماعت کی رجسٹریشن نہ ہونے کی وجہ سے جماعتی کام اپنی وسعت میں نہیں ہو سکے اور مشن ہاؤس میں رہتے ہوئے جو بھی پروگرام منعقد ہو سکتے تھے ان کا اہتمام کیا گیا جیسا کہ جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ۔ یوم مسیح موعودؑ۔ یوم خلافت۔ یوم مصلح موعودؓ، ان پروگرامز میں جماعت کے احباب کے علاوہ قریبی غیر از جماعت دوست بھی شامل ہوتے رہے۔ اور کچھ سعید روحیں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوگئ۔

پاکستان سے مزید نئے احمدی نوجوان ایریڈور میں نوکری کے سلسلہ میں گنی تشریف لائے اور جماعت احمدیہ گنی کناکری کے ممبر بن گئے۔ جن میں قابل ذکر مکرم ناصر محمود رانا صاحب، مکرم حیات محمد مرزا صاحب، اور مکرم صغیر احمد صاحب وغیرہ۔ ان احباب کی آمد سے چندوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔

جولائی 2001 میں اللہ کے فضل سے ایم۔ٹی۔اے انٹرنیشنل کی نشریات دیکھنے کیلئے ڈش انٹینا نصب کیا گیا اور محض اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ گنی کناکری کو خلیفہ وقت کو براہ راست دیکھنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

18 اگست 2001 مکرم خوشی محمد شاکر صاحب کی رخصت منظور ہونے پر گنی کناکری سے واپس پاکستان تشریف لے گئے اور گنی مشن میں وقتی طور پر کوئی مبلّغ نہ رہا۔

خاکسار طاہر محمود عابد کی بطور مبلغ تقرری

مکرم طارق محمود جاوید صاحب امیر مشنری انچارج سیرالیون نے حضور رحمہ اللہ سے اجازت لیکر خاکسار طاہر محمود عابد کی تقرری گنی کناکری بطور مبلّغ انچارج کی۔

خاکسار 08 اکتوبر 2001 کو سیرالیون سے گنی پہنچا اور امیر صاحب سیرالیون کی ہدایت کے مطابق کہ وہاں پر بطور اسٹوڈنٹ تعارف کروانا ہے۔ خاکسار نے یہاں آ کر جماعت کا جائزہ لیا اور اس مختصر سے قافلے کو نظام جماعت میں شامل کرنے کیلئے تربیتی امور پر مشتمل ایک کلاس کا اجرا کیا جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی اس مختصر مگر مخلص جماعت کو ثابت قدمی کے ساتھ مشکل حالات میں آگے بڑھانے کی کوشش کی۔

اگرچہ خاکسار کو تبلیغ کی اجازت نہ تھی لیکن نجی مجالس میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کی بھرپور کوشش کی جانے لگی جس کا طریقہ کار یہ تھا کہ احمدی گھرانوں میں اتوار کے روز سنڈے کلاسز شروع کی گئیں اور گھر کے مکینوں سے کہا کہ وہ قریبی دوستوں کو اس دن گھر پر دعوت دیں اور انہیں بتائیں کہ ایک مذہبی مجلس ہو گی جس میں آپ شامل ہوں اس طرح اللہ کے فضل سے جماعت کا پیغام لوگوں تک پہنچنے لگا۔ مذکورہ دن تقریباً سارا دن اس احمدی گھرانے میں گزارا جاتا اور تربیت کے علاوہ تبلیغ کا کام بھی ہونے لگا اور کچھ مزید بیعتیں ہوئیں اور اللہ کے فضل سے مخلص افراد جماعت میں شامل ہونے لگے۔

خاکسار نے یہاں کی مذہبی امور کی کمیٹی جو کہ اسلامک لیگ کے نام سے جانی جاتی ہے کے منسٹر سے ملاقات کی اور جن کا نام الحاج عبدالکریم جباٹے تھا سے جنوری 2002 میں ملاقات کی اور جماعت کا موقف بیان کیا جس پر انہوں نے کہا کہ تم یہاں کیا لینے آئے ہو خاکسار نے انہیں جماعت کا تعارف کروایا اور بتایا کہ ہم یہاں اس اسلام کی تبلیغ کرنے آئے ہیں جس کی بنیاد ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ نے رکھی تھی اور آپ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق جس مصلح نے آنا تھا وہ آچکا لہٰذا اس پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس بات پر وہ غصے میں آگئے اور مجھے کہنے لگے ہمیں اسلام نہ سکھاؤ ہم ایک اسلامی ملک میں رہتے ہیں اور اسلام کو خوب سمجھتے ہیں لہٰذا بہتر ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ اور پوچھنے لگے کہ اس کے علاوہ تمہارا کیا کام ہے۔ خاکسار نے انہیں بتایا کہ جماعت ہر وہ کام کرتی جس سے حضرت محمد ﷺ کا دین لوگوں کے دلوں میں داخل ہو جیسا کہ مساجد کی تعمیر، قرآن کی تعلیمات کا نفوذ اور رفاہ عامہ کے کام، اس پر اس نے اپنے میز کا دراز کھولا اور ملک میں موجود مساجد کی تعداد اور مدرسوں کی تعداد دکھانے لگے۔ میں نے ان کی ساری بات تحمل سے سنی اور انہیں عرض کیا کہ میں جب سے آپ کے ملک میں آیا ہوں میں نے اس بات کا تجزیہ کیا ہے کہ یہاں تقریباً ہر اسٹور پر الکحل فروخت ہو رہی ہے اور آپ کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق آپ کے ملک میں 95 فیصد مسلمان ہیں اور ہر گلی میں جہاں مسجد ہے وہیں نائٹ کلب بھی موجود ہے جہاں رات کو کثیر تعداد میں لڑکے اور لڑکیاں

شراب پی کر ناچ رہے ہوتے ہیں تو میری عرض ہے کہ کیا مساجد میں یہ تعلیم دی جاتی ہے اور اتنی کثیر تعداد میں بکنے والی الکحل کیا 5 فیصد آبادی جو کہ غیر مسلم ہے وہ پیتی ہے۔ تو میں نے عرض کیا کہ محترم جو مساجد ہم بنائیں گے ان شاء اللہ وہاں داخل ہونے والا پھر نہ تو شراب پیئے گا اور نہ ہی نائٹ کلب میں جائے گا۔ جس پر انہوں نے غور سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگے کہ ٹھیک ہے تم یہاں رہ سکتے ہو لیکن ہم تمہیں باقاعدہ جماعت کو رجسٹرڈ کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ لیکن انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ تمہاری باتیں واقعۃً دل پر اثر کرتی ہیں۔

اس ملاقات کے بعد خاکسار نے مختلف اہم شخصیات جن میں مائن منسٹر اور فوج کے جنرل سے بھی ملاقاتیں کیں اور قرآن کریم تحفۃً پیش کئے اور جماعت کا پیغام پہنچایا جس کا اللہ کے فضل سے بہت اچھا اثر ہوا۔

ملک میں موجود ایمبیسیز میں بھی جا کر ایمبیسیڈرز کو جماعت کا پیغام پہنچایا جن میں ملائیشیا، جاپان، سیرالیون، گھانا اور یمن شامل ہیں جماعت کا لٹریچر اور جماعت کا فرنچ ترجمہ کا قرآن بھی تقسیم کیا گیا۔ الحمد للہ۔

2001ء جلسہ سالانہ کا آغاز

امسال اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ گنی کناکری کو پہلے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی توفیق ملی اللہ کی خاص تائید سے ایک روزہ جلسہ کا انتظام کیا گیا مشن ہاؤس میں ہی جلسہ منعقد کیا گیا بڑے حال میں مردوں اور قریب ہی چھوٹے حال میں پردہ کیساتھ عورتوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا۔

اس جلسہ میں سیرالیون سے مکرم طارق محمود جاوید صاحب امیر و مشنری انچارج تشریف لائے اور جلسہ میں شامل ہوئے اس جلسہ میں دو سیشن ہوئے پہلے سیشن میں دو تقاریر تھیں۔ 1۔ جماعت احمدیہ کا تعارف اور ضرورت 2۔ حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسول۔ پہلے سیشن کے بعد نماز ظہرو عصر ادا کی گئیں اور کھانا پیش کیا گیا۔

دوسرے سیشن میں ایک تقریر خلافت احمدیہ کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریاں ہوئی اس کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی جس میں احباب جماعت نے بڑی دلچسپی سے حصہ لیا۔

اس جلسہ کی سب سے اہم بات اس کی حاضری تھی حضرت مسیح موعودؑ کے پہلے جلسہ میں 75 احباب شامل ہوئے تھے اور یہاں تھوڑے فرق کے ساتھ 72 لوگ شامل ہوئے جن کے نام درج کئے گئے اور اس طرح شام پانچ بجے یہ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس سال اللہ کے فضل سے جماعت کا چندہ گزشتہ سالوں سے دوگنا ہو گیا اور احباب جماعت خلوص کے ساتھ چندہ جات میں شامل ہونے لگے۔ شروع میں یہاں چندہ بمشکل بنیادی مشن کی ضروریات پوری کرتا تھا لیکن اللہ کے فضل سے اب چندہ تمام اخراجات ادا کر کے بچت بھی ہونے لگی۔

امسال بانکو کے مقام پر جہاں مکرم لطف الرحمٰن صاحب جو کہ ایریڈور مائننگ کمپنی کے چیئرمین تھے ان کا مائننگ ایریا تھا وہاں بکثرت پاکستانی احمدی نوجوان جو کہ ملازمت کے سلسلہ میں وہاں قیام پذیر تھے ان کی تعداد کو دیکھتے ہوئے وہاں جماعت کے قیام کیلئے حضور کی خدمت میں درخواست کی گئی جو کہ حضور رحمہ اللہ نے از راہ شفقت منظور فرمائی اور مکرم ناصر محمود رانا صاحب صدر جماعت اور مکرم یوسف سلیم صاحب سیکرٹری مال منتخب ہوئے۔ کچھ مزید مقامی احباب بھی بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔ اس طرح اللہ کے فضل سے ایک چھوٹی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ وہاں پر احمدی احباب نے چندہ جمع کر کے جس میں زیادہ ہاتھ مکرم صغیر احمد صاحب کا تھا ایک چھوٹی مسجد تعمیر کی اور وہاں نمازیں ادا کرنی شروع کیں اور ساتھ ہی جماعتی پروگرامز کا انعقاد ہونے لگا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک (ایک لحاظ سے یہ جماعت کی پہلی مسجد تھی جس کا قیام عمل میں آیا)

2004-2003

امسال اللہ کے فضل سے باوجود شدید مخالفت کے 7 نئے مقامات پر جماعت کا پودا لگا اور ایک نئی جماعت قائم ہوئی۔ نئی قائم ہونے والی جماعت کے بارہ میں ایمان افروز واقعہ کچھ یوں ہے کہ ہمارے ابتدائی احمدی الحاج کراموپا ڈکرے جو کہ کافی ضعیف ہو چکے تھے اور ہمارے ایک نوجوان معلم علی تراورے صاحب اس تبلیغی مشن پر روانہ ہوئے۔ پا ڈوکرے بیان کرتے ہیں کہ میری جسمانی حالت کچھ زیادہ اچھی نہیں تھی لیکن اس کے باوجود جب ہم سفر پر روانہ ہوئے ہیں جو کہ تقریباً 500 کیلومیٹر کا سفر تھا تو میں اپنے آپ کو تندمند اور توانا محسوس کرنے لگا تا آنکہ ہم اس مقررہ مقام نوکورو پہنچ گئے ایک ہفتہ اس پورے گاؤں کو تبلیغ کی گئی اس دوران بہت سے لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے گاؤں میں روشنی اتری ہے اور ایک دوست نے دیکھا کہ سارا گاؤں مصفّا پانی سے بھر گیا اور ہر چیز صاف ہوگئی ہے۔ لہٰذا لمبی بحث کے بعد اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھے جانے والے نشانات کے بعد 694 افراد پر مشتمل یہ گاؤں اپنے امام سمیت مع مسجد اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ اسلامیہ حقہ میں شامل ہو کر آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کا مصداق بن گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

اشاعت قرآن کریم کے سلسلہ میں امسال احباب جماعت کو تحریک کی گئی کہ وہ جماعت کا شائع کردہ قرآن کریم فرنچ ترجمہ کے ساتھ خریدیں اور پھر اسے تبلیغ اور اشاعت قرآن کی غرض اور تبلیغ کی غرض سے اہم لوگوں میں تقسیم کریں۔ اللہ کے فضل سے اس تحریک میں احباب جماعت نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور تقریباً 500 امریکن ڈالر کے قریب چندہ اکٹھا ہوا اور پھر اس رقم سے قرآن کریم خریدا گیا اور مختلف بااثر شخصیات میں تقسیم کیا گیا جس کا جماعت کی تبلیغ میں بہت اچھا اثر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

امسال جماعت احمدیہ گنی کو اپنا دوسرا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ جلسہ شہر میں موجود کمیونٹی ہال کرایہ پر لیکر اس میں منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی اجازت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے لیکر کمیونٹی ہال کناکری میں منعقد کیا گیا۔ جماعت رجسٹرڈ نہ ہونے کی وجہ سے یہ جلسہ بھی ایک روزہ ہی رہا۔ جلسہ کے سلسلہ میں دعوت نامے تیار کئے گئے اور مختلف غیر متعصب علما کو جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔

جلسہ کا افتتاح گنی میں متعین سیرالیون کے ایمبیسیڈر مکرم الحاج ڈاکٹر محمد ساکو نے کیا اور شاملین کو بتایا کہ افریقہ میں کس طرح جماعت کے مشنریز قربانیاں کر کے اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں اور اگر احمدیہ مسلم جماعت یہاں نہ آتی تو آج ہم سب عیسائی ہو چکے ہوتے لہٰذا ان کی قدر کریں اور ان کی مدد کریں تا کہ یہ صحیح اور حقیقی اسلام کو دوبارہ قائم کریں۔

اس جلسہ کے دو سیشن تھے پہلے سیشن میں حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا مقصد قرآن اور حدیث کی روشنی میں اور دوسری تقریر وفات مسیح قرآن اور حدیث کی روشنی میں دونوں تقاریر بڑی توجہ سے سنی گئیں اور پسند کی گئیں۔ اس کے بعد نماز ظہرو عصر ادا کی گئیں اور حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔ جلسہ سالانہ میں امسال 200 افراد مرد و زن نے شامل ہوئے۔

دوسرے سیشن میں ایک تقریر ثم تکون الخلافة علی منہاج نبوۃ کی حقیقت اور اس کے مصداق، اس کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی جس میں احمدی احباب کے علاوہ غیر از جماعت دوستوں نے بہت دلچسپی سے حصہ لیا اور مختلف سوالات پوچھے اور مطمئن ہو کر گئے جلسہ کے اختتام پر 5 بیعتیں بھی ہوئیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

ایم ٹی اے کیلئے ملک میں ایک مرکزی انٹینا تھا جو مشن ہاؤس میں نصب تھا۔ امسال دو مزید ڈش انٹینا ذاتی طور پر احباب جماعت نے اپنے گھروں میں نصب کئے۔ اس کے علاوہ کچھ لبنانی فیمیلز سے ملنے پر پتا چلا کہ وہ اپنے گھروں میں ایم ٹی اے دیکھتے ہیں اور بہت متاثر ہیں جماعتی پروگرامز سے۔

مساجد

ملک میں باقاعدہ مسجد کے تعمیر کرنے کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے ایک چھوٹی مسجد جو احمدی نوجوانوں نے بانکو کے مقام پر بنائی گئی تھی اس کے علاوہ اللہ نے ایک بنی بنائی مسجد عطا کی نمازیوں کے ساتھ۔

امسال بھی رجسٹریشن کی کوشش کی گئی لیکن وہی پرانا جواب ملا کہ ہم اس کی اجازت نہیں دے سکتے کیونکہ آپ لوگ مسلمان نہیں ہیں اور ہم آپ کو بطور مسلم جماعت کے رجسٹر نہیں کر سکتے۔

اللہ کے فضل سے اس سال بھی چندوں میں نمایاں بڑھوتی ہوئی اور احباب جماعت نے دل کھول کر لازمی چندوں کے ساتھ طوعی چندوں میں بھی نمایاں تبدیلی آئی اور شاملین میں بھی اضافہ ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

2005-2004

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال ایک جماعت کے اضافہ کے ساتھ کل تین جماعتیں قائم ہوئیں اس سال کسّی ڈوگو کے مقام پر نئی جماعت کا قیام ہوا۔

اس سال ملک کے حالات سیاسی طور پر خراب رہے اور تبلیغی کام متأثر ہوئے تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے 106 نئی بیعتیں حاصل ہوئیں۔

اشاعت قرآن کے سلسلہ میں 12 اہم شخصیات کو قرآن کریم تحفۃً تقسیم کئے گئے جس کا بہت اچھا اثر ہوا اور جماعت کا ترجمہ کردہ قرآن کریم اور ترجمے کے معیار کو بہت سراہا۔ اور اس کے علاوہ 15 قرآن قیمتاً دیئے گئے۔

امسال بھی جلسہ سالانہ ایک روزہ منعقد کیا گیا امسال جلسہ سالانہ میں 150 احباب جماعت اور 50 غیر از جماعت دوست شامل ہوئے۔ امسال بھی جلسہ کی اہم شخصیت ڈاکٹر الحاج محمد ساکو ایمبیسیڈر سیرالیون تھی آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ جماعت احمدیہ ہی حقیقی اسلامی تصور پیش کرتی ہے اور جس پیار اور محبت سے یہ ایک خلیفہ روحانی لیڈر کے تحت ساری دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں بہت غیر معمولی ہے۔

اسسال بھی جلسہ کے دو سیشنز میں تین تقاریر کی گئیں پہلے سیشن میں

1۔ آنحضرت ﷺ بحیثیت خاتم النبیین اور ختم نبوت کی حقیقت قرآن اور حدیث کی روشنی میں۔

2۔حضرت مسیح موعودؑ کی عالم اسلام کیلئے خدمات اور خدمت قرآن

پہلے سیشن کے بعد نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں اور شاملین کو کھانا پیش کیا گیا۔ دوسرے سیشن میں ایک تقریر اسلام میں عورت کا مقام اور حضرت محمد ﷺ کا عورتوں سے حسن سلوک، اس کے بعد نماز عصر تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا جس میں تمام احباب نے عموماً اور غیر از جماعت دوستوں نے خصوصاً احمدیت کے بارہ میں سوالات پوچھے جن کا کافی و شافی جواب دیا گیا جلسہ کے اختتام پر 4 افراد بیعت کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہوئے الحمدللہ علی ذالک

اسسال دو نئے ڈش انٹینا کے ساتھ ملک میں ڈش انٹینا کی تعداد 5 ہوگئی ہے جبکہ دوران سال 950 افراد نے ایم ٹی اے سے استفادہ کیا۔ ملک میں ایک معلّم مکرم علی تراورے صاحب کام کر رہے ہیں جو کہ خود تحقیق کر کے احمدیت میں شامل ہوئے اور اسکول میں عربی کے استاد ہیں اور جماعت میں شامل ہو کر جز وقتی معلم کے طور پر جماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔

ملک میں جماعت کی دو مساجد موجود ہیں جو کہ اللہ نے جماعت کو بنی بنائی عطا کیں اس کے علاوہ امسال پھر مسجد کی تعمیر کیلئے متعلقہ ادارے سے اجازت لیکر نئی مسجد بنانے کیلئے کوشش کی گئی لیکن باوجود کوشش بسیار کے ہمیں منع کر دیا گیا اور مخالفت کی گئی۔ اور مذہبی امور کی انتظامیہ نے کہا کہ چونکہ آپ کی جماعت ابھی قانوناً رجسٹرڈ نہیں ہے اس لئے ہم آپ کو مسجد بنانے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

امسال بھی جماعت کی رجسٹریشن کیلئے کوشش کی گئی لیکن تمام مطلوبہ کاغذات جمع کروائے گئے لیکن وہی پرانا اعتراض اٹھایا گیا کہ آپ لوگ مسلمان نہیں ہیں آپ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے اس لئے ہم آپ کو اجازت نہیں دے سکتے ہم نے انہیں پیغام بھوایا کہ ہم آپ کے تمام اعتراضات کے جوابات دینے کیلئے تیار ہیں اور جن معنوں میں قرآن اور آنحضرت ﷺ ختم نبوت کی تشریح کرتے ہیں ان تمام معنوں کے مطابق ہم ایمان رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ لیکن انہوں نے صریحاً بات کرنے سے انکار کر دیا ہم آپ سے کسی قسم کی بات چیت نہیں کر سکتے۔

اس کے علاوہ دوران سال مختلف مقامات پر مجالس سوال و جواب منعقد کی گئیں اور جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ، جلسہ یوم مسیح موعودؑ، یوم خلافت اور یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد کیا گیا جس میں احباب جماعت نے بھر پور شرکت کی۔

2006-2005

امسال حالات کے پیش نظر اور جماعت کی رجسٹریشن نہ ہونے کے باعث ملک میں نئی جماعتوں کا قیام عمل میں نہ آسکا، لہذا گزشتہ سال کی طرح امسال بھی تین جماعتیں ہی رہیں جو کہ 1۔ کناکری 2۔ کسی ڈوگو اور بانکو ہیں۔ مذکورہ مقامات پر اللہ کے فضل سے جماعتیں قائم ہوچکی ہیں اور احباب جماعت جماعتی نظام میں شامل ہیں۔

باوجود مخالفت کے امسال 44 افراد بیعت کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہوئے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

اشاعت قرآن کیلئے امسال 06 اہم شخصیات کو فرنچ ترجمہ والے قرآن کریم بغرض تبلیغ تحفۃً تقسیم کئے گئے۔ جس کا بہت اچھا اثر ہوا دوبارہ ملاقات پر کم و بیش سب نے یہی رائے دی کہ عربی ٹیکسٹ کے ساتھ نہایت عمدہ ترجمہ ہے۔

اسی طرح امسال 20 قرآن کریم احباب جماعت کو فروخت کئے گئے۔ اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ فرنچ ترجمہ والا قرآن کریم اپنے ترجمہ کی افرادیت کی وجہ سے بہت مشہور ہے اور پسند کیا جاتا ہے جہاں احمدی احباب اسے خریدتے ہیں وہیں غیر از جماعت احباب بھی قرآن کریم قیمتاً خریدتے ہیں۔

اللہ کے فضل سے امسال بھی گنی کناکری کو مؤرخہ 21 مئی 2006 بروز اتوار چوتھا جلسہ سالانہ کے انعقاد کی سعادت ملی۔ ملک میں جماعت کی رجسٹریشن نہ ہونے کی وجہ سے 2003 سے لیکر اب تک ایک روزہ جلسہ سالانہ منعقد ہورہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا جلسہ جس میں بکثرت غیر از جماعت لوگ شرکت کرتے ہیں اور جلسہ میں ہونے والی تقاریر سن کر احمدیت میں شامل ہو رہے ہیں تو جہاں جلسہ احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کرتا ہے وہیں تبلیغ کے تقاضے بھی پورے کرتا ہے۔

امسال کے جلسہ میں بھی اہم شخصیات میں مکرم ڈاکٹر الحاج محمد ساکو صاحب (ایمبیسیڈر سیرالیون ایمبیسی) شامل ہوئے اسی طرح مکرم الحاج محمد الحسن کوبی آنریری کونسل جنرل (بینن) بھی شامل ہوئے اور جلسہ کے پروگرامز کو بہت سراہا۔

مکرم ڈاکٹر ساکو صاحب نے بڑے جوش سے اپنے خطاب میں بیان کیا کہ آج مجھے سفر پر جانا تھا لیکن محض اس پروگرام میں شمولیت کیلئے میں سفر ملتوی کر دیا اس کی وجہ انہوں نے یہ بھی بتائی کہ جماعت احمدیہ کو میں بڑے لمبے عرصہ سے جانتا ہوں ان کے مشنریز بہت خدمت گذار اور بے لوث خدمت کرنے والے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو اپنے ملک کیلئے بہت قربانی کرنے والا سمجھتا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب میں نے پہلی بار مبارک احمد نذیر صاحب (سابق مبلّغ سیرالیون، حال کینیڈا) کو ذاتی طور پر دیکھا اور ان کی میرے ملک سیرالیون کیلئے قربانیاں کرتے دیکھا تو مجھے اپنا آپ بہت چھوٹا لگنے لگا تب سے میرے دل میں اس جماعت کیلئے بہت قدر اور عقیدت ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ یہ جماعت خالصتاً مذہبی اور سو فیصد اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے والی جماعت ہے جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اسی جماعت نے ہمارے ملک میں لوگوں کو نماز پڑھنا سکھایا اور پہلی اسلامی کتاب آداب نماز کے نام سے متعارف کروائی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ لوگ کبھی بھی سیاسی معاملات میں مداخلت نہیں کرتے، لہذا اگر آپ روحانی ترقی کرنا چاہتے ہیں تو اس جماعت کے ساتھ مضبوطی سے چمٹے رہیں مجھے یقین ہے کہ آپ ضرور کامیاب ہونگے۔ اس کے بعد محترم ایمبیسیڈر صاحب تشریف لے گئے لیکن ان کے اس خطاب کا یہ اثر ہوا کہ حکومت کی طرف سے سول لباس میں موجود انٹیلیجنس کے نمائندہ جلسہ گاہ سے چلے گئے اور جلسہ اللہ کے فضل سے بڑی کامیابی سے جاری رہا۔ دو سیشنز میں پانچ تقاریر پیش کی گئیں جن کے عناوین مندرجہ ذیل ہیں

1۔ اسلام بطور عالمی مذہب

2۔ آنحضرت ﷺ بحیثیت رحمۃً للعالمین

3۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام اور تعارف

4۔ اسلام میں تفرقہ بازی اور فرقہ ناجیہ

اللہ کے فضل سے تمام تقاریر بہت محنت سے تیار کی گئیں اور شاملین

جلسہ نے تمام تقاریر بہت توجہ سے سنیں۔ تقاریر لوکل زبانوں میں ترجمہ کی گئیں جس کے نتیجہ میں تمام شاملین جلسہ تقاریر سے محظوظ ہوئے۔

دوسرے سیشن میں اختتام پر مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی جس میں احباب جماعت کے ساتھ غیر از جماعت احباب نے بہت شوق سے حصہ لیا اور جلسہ کے اختتام پر 6 افراد بیعت کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شامل ہوئے۔ الحمدللہ

شام 06 بجے جلسہ اختتام پذیر ہوا امسال جلسہ سالانہ کی حاضری 200 رہی۔ الحمدللہ علی ذالک

اللہ کے فضل سے ایم ٹی اے کے ذریعہ جماعت کی تربیت ہو رہی ہے امسال 5 مقامات پر تنصیب ڈش انٹیناز کے ذریعہ 1500 احباب نے استفادہ کیا۔ کیبل سروس کے ذریعہ ایم ٹی اے کی نشریات جاری کروائیں لیکن مولویوں کی مداخلت سے اسے رکوانا پڑا لیکن جائزہ سے پتا چلا کہ بہت سے غیر از جماعت احباب ایم ٹی اے کی نشریات سے استفادہ کرتے ہیں۔ اور حضور اقدس کے خطبات بڑی توجہ سے سنتے ہیں۔

ملک میں ایک معلّم مکرم علی تراورے صاحب کام کر رہے ہیں۔

ملک میں تاحال دو مساجد ہی ہیں اور جماعت کی رجسٹریشن نہ ہونے کے سبب نئی مساجد کی تعمیر کی اجازت نہیں ہے، امسال بھی گزشتہ سالوں کی طرح کاغذات جمع کروائے گئے لیکن کوئی مثبت جواب نہیں آیا۔ تاہم جماعتی پروگرام اللہ کے فضل سے سارا سال منعقد ہوئے احباب جماعت کے گھروں میں سٹڈی کلاسز ہوتی ہیں جن میں قریبی دوست احباب جو کہ جماعت میں دلچسپی رکھتے ہیں شامل ہوتے ہیں اور مولوی کے اثر میں جو احباب یہاں آتے ہیں وہ اللہ کے فضل سے جب تین چار بار ہمارے پروگرامز میں شامل ہوتے ہیں تو پھر یہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ ہم نے اس سے قبل ایسا شفاف اسلام جو کہ صدفی صد آنحضرت ﷺ کی پیروی میں اسلام کی تبلیغ کر رہا ہے نہیں دیکھا اور پھر بیعت کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شامل ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملک میں جماعت احمدیہ کی تعمیر کردہ مساجد مندرجہ ذیل ہیں۔

BAITUN NOOR DRABAY FORECARIA

بیت النور فورے کاریا

BAITUL FAZL Bangouyah(Tanènè)

بیت الفضل بانگویا تانے نے Dubréka

Ahmadiyya Mosque Soumbouyadi

اللہ تعالیٰ کے فضل اور خلافت کی برکت کے نتیجہ میں باوجود نامساعد حالات اور مخالفت کے اللہ تعالیٰ جماعت کو ترقیات سے نواز رہا ہے تمام قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں خلیفہ وقت کے تمام احکامات پر من و عن عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے مطابق حقیقی اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے آمین

فائقہ بشریٰ

ارشاداتِ نور

قسط 4

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

تقرب الی اللہ کی راہ ڈھونڈو

فرمایا۔قرآن مجید میں جو احکام ہیں ان پر بھی فقہ کی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اور ایسے سوالات لوگ کرتے ہیں جن کا کوئی تعلق قرب الٰہی کی راہوں سے نہیں ہوتا۔مثلاً آدم پہلے کیونکر پیدا ہوا؟ پھر اس کی بیوی کیسے پیدا ہوئی؟ نکاح کیسے ہوئے تھے؟ وغیرہ۔ ایک لمبا سلسلہ ایسے سوالات کا ہوتا ہے ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ان راہوں کو تلاش کیا جاوے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہیں ہیں۔ بہت ہی تھوڑے آدمی ہوتے ہیں جو ان باتوں پر توجہ کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ لوگ ان باتوں پر غور کریں۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 317)

ہجرت امر مشکل

فرمایا۔ اِنَّ شَانَ الْھِجْرَۃِ لَشَدِیْدٌ

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب المبایعۃ بعد فتح مکۃ علی الاسلام)

ہجرت میں مشکلات کا سامنا ہے کسی وقت سوکھا ٹکڑا کھانا پڑ جاتا ہے، زمین پر سونا ہوتا ہے لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر قدم اٹھاتا ہے خدا اسے ضائع نہیں کرتا۔ میں بعض سادہ روٹی اچار کے ساتھ کھا کر گزارہ کر لیتا ہوں۔ ایک دفعہ میں نے کئی ماہ نون مرچ کے ساتھ روٹی کھا کر بھی گزارہ کیا ہے۔مہاجر فی سبیل اللہ بھوکا نہیں مرتا خدا اس کا حافظ ہوتا ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 345-346)

صدقہ جاریہ

فرمایا۔صدقہ چار ہیں۔ اوّل اولاد صالح جو دعا کرے۔ دوم علم جو نفع رساں ہو۔سوم پانی کا اجرا۔یعنی کنوئیں وغیرہ کی تعمیر۔ یہ بھی ایک صدقہ جاریہ ہے۔ چہارم عمدہ پل یا سڑک۔ جب لوگ گزرتے ہیں تو آرام پا کر جوش سے بنانے والے کے لیے دعا کرتے ہیں۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 349)

سب سے پہلے کس چیز کی ضرورت ہے؟

ایک شخص نے کہا کہ نجات سب سے مقدم ہے۔ فرمایا۔

نجات تو فضل سے ہے اور فضل کا جاذب ایمان ہے۔ پس سب سے مقدم ایمان ہے۔ ایمان اچھے پھلوں کا بیج ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ سب سے اعلیٰ ایمان کس مذہب نے تعلیم کیا ہے۔ بہت سی باتیں ہیں مثال کے طور پر ایک عبادت گاہ کو بلاوا ہی لے لو۔ عیسائی گھنٹہ بجاتے ہیں اور ہندو سنکھ، پر مسلمان کہتا ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔جس نے اللہ کو اکبر مان لیا وہ بدی کے نزدیک کب جائے گا۔ ایمان کے لیے سب سے اعلیٰ تعلیم ہر امر میں اسلام ہی کی ثابت ہوتی ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 355)

صبر کی دو اقسام

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ

(الرعد:25)

فرمایا صبر کی دو قسم ہے

(1)صَبْرٌ عَلَى الْاِطَاعَةِ یعنی اطاعت الٰہی پر استقلال سے مداومت۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُھَا۔ بہت پسندیدہ عمل بارگاہ ایزدی میں وہی ہے جس میں مداومت ہے۔

(2)صَبْرٌ عَنِ الْمَعْصِيَةِ۔ بدی سے باوجود بدی کے اسباب بہم پہنچانے کے رکے رہنا۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 375)

خوش قسمت اور بدقسمت انسان

فرمایا خوش قسمت اور سعید انسان کے واسطے تو ایک کلمہ حکمت ہی موجب ہدایت ہو جاتا ہے۔ ایک قوم کی طرف سے ایک شخص دریافت حال و تحقیق کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آیا۔ اس وقت آپ فرما رہے تھے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ(آل عمران:111)۔ یہ سنتے ہی اپنی قوم کی طرف لوٹ گیا اور کہا کہ سب ایمان لاؤ۔ انہوں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا۔ پسندیدہ سے پسندیدہ باتوں کا حکم کرتا اور بدیوں سے روکتا ہے۔ بس تمہیں اور کیا چاہئے۔ بدقسمت اور شقی انسان کے لیے سارا قرآن مجید بھی موجب ضلالت ہو جاتا ہے۔تعجب آتا ہے کہ بعض لوگ مسلمان، مومن احمدی کہلاتے ہیں۔ پھر بھی فریب، دغا، چوری، جھوٹ، کینہ، بغض، بدظنی، ناجائز کمائی نہیں چھوڑتے۔ اللہ ہدایت بخشے۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 376-377)

کسب حلال کی برکات

فرمایا جھوٹ نہ بولو۔ ناجائز کمائی چھوڑ دو۔ برکت والی غذا حلال کی کمائی سے حاصل ہوگی۔ اس کے کھانے سے برکت ملے گی۔ خدا کی کتاب کا فہم آئے گا۔ نیکیوں کی توفیق ملے گی۔حرام خوری سے نیکیوں کی توفیق چھن جاتی ہے۔ انبیاء کا مذہب اختیار کرو۔

يُطْعِمُنِيْ وَ يَسْقِيْنِ وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ

(الشعراء:80-81)

وہی کھلاتا ہے وہی پلاتا ہے۔ جب اپنی غلطی سے مریض

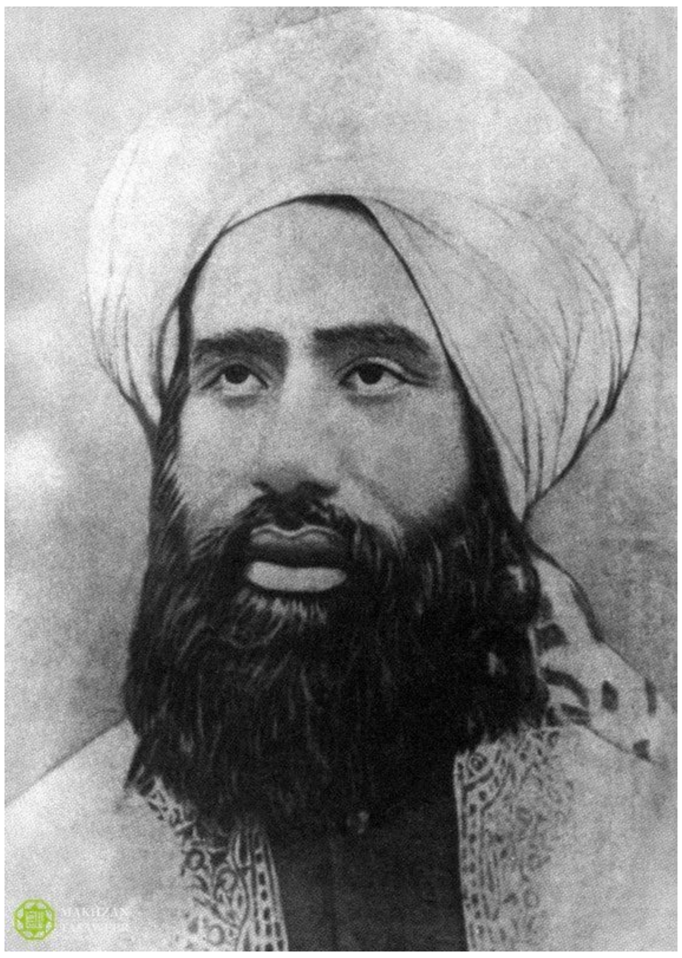

ہوں۔تو شفا بھی وہی دیتا ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 378)

قرآن میں نعماء جنت کا ذکر بطور مثال ہے

فرمایا۔قرآن مجید میں جنت کی نعماء کا جو ذکر ہے یہ بطور مثال ہے۔ مثال حقیقت کے مقابل میں کیا چیز ہے۔ دیکھو اگر ایک ستارہ بھی زمین پر گر پڑے تو ہلاکت یقینی ہے لیکن اس کا تمثل مصفا پانی میں کیا بھلا معلوم ہوتا ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 381)

بدیوں سے بچنے کا گر

فرمایا۔ بدیوں سے بچنے کا گر ہے موت کو یاد رکھنا۔ اور یہ کہ میرا مولیٰ دیکھتا ہے۔یعنی مَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ کا مطالعہ۔

(ابراہیم:39)

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 390)

مصائب کے وقت تین علاج

فرمایا۔ دکھوں اور مصیبتوں کے وقت تین علاج حضرت حق سبحانہ نے فرمائے ہیں۔

(1) اللہ کا ذکر کرتے رہنا۔

(2) وَ اتْلُ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ۔

(الکہف:28)

قرآن شریف اکثر پڑھتے رہنا۔

(3) پاک لوگوں کی صحبت میں رہنا جو مستفاد ہے۔ وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

(الکہف:29)

سے اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ غافلوں کی صحبت وتعلق سے کنارہ کشی رہے۔ غافل وہ ہے جو یاد الٰہی نہ کرے اور گری ہوئی خواہشوں کے پیچھے پڑا رہا ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 419)

رپورٹ: صادق احمد لطیف۔ مبلغ ابنگرو ریجن، آئیوری کوسٹ

ریجنل جلسہ سالانہ ابنگرو ریجن آئیوری کوسٹ

امسال کورونا وائرس کی وباء کے باعث آئیوری کوسٹ میں نیشنل جلسہ سالانہ تو منعقد نہیں کیا جاسکا لیکن اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کو مختلف اوقات میں ریجنل جلسہ جات منعقد کرنے کی توفیق دے رہا ہے۔ اسی سلسلے میں پہلا جلسہ اپواسو ریجن اور دوسرا جلسہ بندوکو ریجن میں منعقد کیا گیا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تیسرا جلسہ ابنگرو (Abengourou) ریجن کو مورخہ 24 اور 25 دسمبر 2021ء بروز جمعۃ المبارک و ہفتہ ابنگرو شہر میں واقع احمدیہ مشن ہاؤس میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جلسے کا تفصیلی پروگرام بنا کر ایک ماہ قبل ہی ریجن کی تمام جماعتوں تک پہنچایا گیا۔ جبکہ جلسے کی تیاریوں کے حوالے سے مختلف کاموں کا آغاز جلسے سے دو ہفتے قبل ہی کر دیا گیا تھا۔ احباب و خواتین کی رہائش کا انتظام مشن ہاؤس کے قریب ایک پرائمری سکول کی کلاسز میں کیا گیا تھا۔ چنانچہ جلسے سے چند روز قبل اس سکول سمیت جلسہ گاہ کا تفصیلی وقار عمل کیا گیا۔ دو روز قبل جلسہ کے لئے باقاعدہ سٹیج تیار کروایا گیا۔ جلسہ میں شامل ہونے کے لئے احباب و خواتین کی آمد کا سلسلہ مورخہ 23 دسمبر بروز جمعرات سے شروع ہو گیا تھا۔ مکرم ومحترم امیر صاحب بھی کل پانچ افراد کے وفد کے ساتھ جمعرات کی رات ہی ابنگرو پہنچے۔ جبکہ 10 افراد پر مشتمل ایک اور مرکزی وفد اگلے روز مورخہ 24 دسمبر بروز جمعۃ المبارک ابنگرو پہنچا۔

مورخہ 24 دسمبر بروز جمعۃ المبارک صبح 11 بجے پرچم کشائی کی باوقار تقریب سے جلسہ سالانہ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مکرم ومحترم عبد القیوم پاشا صاحب امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ نائب میئر صاحب ابنگرو شہر Mr Coulibaly Siriki نے آئیوری کوسٹ کا جھنڈا بلند کیا۔ اس کے معاً بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔ پرچم کشائی کے بعد جلسے کے پہلے session کا آغاز ہوا۔ تلاوت، ترجمہ اور نظم کے بعد مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے فرنچ زبان میں بعنوان

جلسہ کے اغراض و مقاصد افتتاحی تقریر کی جسکا رواں ترجمہ جولا زبان میں کیا گیا۔ اسکے بعد احباب و خواتین کو نماز جمعہ کے لئے تیار ہونے کا وقت دیا گیا۔ مکرم امیر صاحب نے نماز جمعہ وعصر پڑھائی۔ نمازوں کے بعد پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ live سنوایا گیا جسکا جولا زبان میں رواں ترجمہ بھی کیا گیا۔ حضور کے خطبہ اور دوپہر کے کھانے کے بعد سہ پہر 3 بجکر 30 منٹ پر جلسہ کا دوسرا session شروع ہوا۔ تلاوت، ترجمہ اور نظم کے بعد مکرم عبد الرزاق صاحب ریجنل مشنری Agboville نے فرنچ میں "اسلام، ایک پُر امن مذہب" کے عنوان پر تقریر کی اور خود ہی جولا زبان میں اپنی تقریر کا خلاصہ بھی پیش کیا۔ تقریر مکرم بالو احمد صاحب نے "عائلی مسائل اور اسلام میں انکا حل" کے موضوع پر جولا زبان میں کی۔ اس تقریر کے بعد جلسے کے دوسرے سیشن کا اختتام ہوا۔ بعد از نماز مغرب وعشاء نیشنل صدر صاحبہ لجنہ کی زیر صدارت ریجن کی لجنہ کی میٹنگ ہوئی۔ جبکہ مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ کی صدارت میں ریجنل سطح کے جماعتی عہدیداران کی میٹنگ ہوئی جس میں مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ اور مکرم صدر صاحب انصار اللہ آئیوری کوسٹ کے نمائندہ نے بھی اپنی اپنی ذیلی تنظیم کے عہدیداران کو نصائح کیں۔

جلسہ کے دوسرے دن مورخہ 25 دسمبر 2021 بروز ہفتہ جلسے کے تیسرے session کا آغاز ہوا۔ تلاوت، ترجمہ اور نظم کے بعد اس سیشن کی پہلی تقریر مکرم یوسف دمبیا صاحب معلم آفالیکرو جماعت نے "صداقت حضرت مسیح موعودؑ" کے موضوع پر جولا زبان میں کی۔ اس دوران جلسے پر مدعو مہمانان خصوصی کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ دوسری تقریر خاکسار (صادق احمد لطیف ریجنل مبلغ ابنگرو ریجن) نے "عصر حاضر کے مسائل اور اسلام میں انکا حل" کے موضوع پر فرنچ زبان میں کی جسکا جولا زبان میں رواں ترجمہ بھی کیا گیا۔ اس تقریر کے بعد مکرم Coulibaly Siriki صاحب نائب میئر ابنگرو شہر نے اپنے خیالات کا اظہار کچھ یوں کیا: "آج میں اس روحانیت سے بھرپور مجلس میں آ کر بہت خوش ہوا۔ خاکسار میئر صاحب سے چند دن پہلے ہی آپکے جلسے کا ذکر کر رہا تھا تو میئر صاحب نے مجھے اپنے نمائندے کے طور پر شرکت کرنے کے لئے کہا۔ انہوں نے خاکسار سے یہ بھی کہا کہ وہ خود اس جلسہ میں شامل ہونا چاہتے تھے لیکن وہ چونکہ آبی جان میں مصروف ہیں اس لئے انہوں نے خاکسار کو اپنا نمائندہ بنا کر بھجوایا ہے۔ مجھے اس تقریر سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا ہے اور میں مقرر کو مبارکباد دیتا ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ میں ترجمہ کرنے والے کو بھی مبارکباد دیتا ہوں۔ اس تقریر کو سننے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اس تقریر سے میرے ایمان کو ایک نئی تروتازگی ملی ہے۔ میں آپ سب کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس تقریب میں شرکت کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرتؐ کی طرح دوسروں کو معاف کرتے ہوئے اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنے کی توفیق دے۔" آخر پر امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے اختتامی تقریر بعنوان بیعت کے بعد ایک احمدی کی ذمہ داریاں کی اور دعا کروائی۔

جلسہ کے دونوں دنوں کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے ہوا جبکہ مورخہ 24 دسمبر بروز جمعۃ المبارک کو عطیہ خون کا بھی انتظام کیا گیا۔ اس موقع پر خون کی 17 بوتلیں عطیہ کی گئیں۔ جلسہ کے موقع پر دیگر مہمانان کے علاوہ صحافی حضرات بھی موجود تھے۔ چنانچہ ایک آن لائن اخبار Aip.ci میں اس جلسے کے بارہ میں خبر چھپ چکی ہے۔ اس کے علاوہ ریڈیو Agnia FM نے جلسے کے تمام sessions کی کوریج کی۔ اور آخر میں مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ اور ریجنل مشنری کا انٹرویو بھی لیا۔ اس جلسے کی ساری کاروائی facebook پر live نشر کی گئی جس سے تاحال احباب و خواتین فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ جلسہ ریجنل ابنگرو میں کل 399 احباب و خواتین نے شرکت کی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ یوں بہت سی برکات بکھیرتے ہوئے اس جلسہ کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں جلسہ سے فائدہ اٹھانے والا بنائے۔ (آمین)

بقیہ: طارق احمد اعوان مرحوم کا ذکر خیر...... از صفحہ 11

افسوس دن بہار کے یونہی گزر گئے

طارق اعوان صاحب کینیڈا میں بھی ان سے رابطہ میں رہے اور ہر معاملے میں ان سے مشورہ کرتے۔ اپنی عمر رسیدہ والدہ کا بہت ذکر کرتے اور ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتے۔ میں نے اس عمر میں آپ جیسا فرمانبردار اور اطاعت گزار بیٹا نہیں دیکھا۔ اللہ میاں آپ کی والدہ کو صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین

کبھی کبھی کام کی زیادتی کی وجہ سے انہیں دفتر وقت کے بعد بھی ٹھہرنا پڑتا۔ میں کہیں باہر ہوتا تو بے تکلفی سے میری بیگم کو کہہ دیتے کہ ایک کپ چائے بنا دیں۔ بیگم کو اکثر مہمانوں کو کھانا کھلانے میں حجاب ہی رہتا ہے کہ پتا نہیں ان کو کیا پسند ہو گا ہمارے معیار کا بھی ہو گا یا نہیں۔ مگر جب کبھی میں کہتا کہ آج طارق صاحب بھی ہونگے۔ تو فوراً کھانا بنا دیتی اُس کو پتہ تھا کہ طارق صاحب بہت سادہ طبیعت کے مالک ہیں جو روکھا سوکھا ہو گا کھا لیں گے۔ ان کی معصوم طبیعت کے بارے میں آج بھی ہمارے گھر میں ذکر ہوتا ہے۔

میں نے بیٹے کی شادی کرنی تھی ان سے مشورہ لیا تو بڑے بھائی کی حیثیت سے مشورہ دیا۔ اور کہا کہ کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتانا۔ غریبوں کے ہمدرد اور مددگار، انسانیت دوست خدمت خلق کرنے والے طارق صاحب ہمیشہ یاد رہیں گے۔

ہر صبح نماز کے بعد ہی آپ کی طرف سے واٹس ایپ آجاتا۔ کبھی کوئی میسج نہ آتا تو پریشانی ہوتی کہ خدا خیر کرے۔ پھر واٹس ایپ کر کے پوچھا بھی جاتا۔ آج خیریت کا میسج نہیں آیا۔ ان کی وفات سے جماعت ایک مخلص اور بے لوث خادم سلسلہ سے محروم ہو گئی ہے۔ مکرم طارق صاحب نے اپنی والدہ محترمہ اور اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں، دو بھائی اور دو بہنیں سوگوار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے پسماندگان اور سب لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

مبارک احمد بھٹی

طارق احمد اعوان مرحوم کا ذکر خیر

جماعت احمدیہ اسلام آباد کے دیرینہ اور مخلص خادم محترم طارق احمد اعوان مختصر علالت کے بعد مورخہ 13 اپریل 2021 بروز منگل انتقال کر گئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً 66 سال تھی۔محترم طارق احمد اعوان کافی عرصہ سے عارضہ قلب میں مبتلا تھے۔طبیعت خراب ہونے پر انہیں ایک پرائیویٹ ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ Covid-19 اور دیگر عوارض بالخصوص سانس کی تکلیف اور کمزوری کے باعث انہیں ہسپتال میں کئی روز وینٹی لیٹر پر رکھا گیا۔ وفات سے ایک روز قبل ڈاکٹروں نے انکی زندگی سے مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے وینٹی لیٹر ہٹانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ صبح وینٹی لیٹر ہٹاتے ہی ہسپتال ہی میں انکی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

ہوا میں اڑ گئے نالے گئیں بے کار فریادیں

تجہیز وتکفین کے لئے جسد خاکی جب بیت الذکر لایا گیا تو جس طارق صاحب کی مسکراہٹ دیکھنے کے لئے انتظار رہتا تھا اس حالت میں ان کا سامنا بھی کرنے کی جرات نہ پڑ سکی۔ بڑی مشکل سے خاکسار غسل والی جگہ پر پہنچا اور بہت تکلیف اور درد سے چہرہ دیکھ پایا۔ ہر کوئی دنیا میں آتا ہی جانے کے لئے ہے۔ مگر بے وقت موت کے سامنے بھی انسان عاجز اور بے بس ہے۔ یہ آنکھوں کو رلانے والی، امیدوں پر پانی پھیرنے والی، بچوں کو یتیم کرنے والی، عورتوں کو بیوہ بنانے والی، دلوں کو توڑنے والی اور بستیوں کو اجاڑنے والی حقیقت ہے۔ نہ چھوٹوں پہ شفقت کرتی ہے، نہ بڑوں کی تعظیم، باہر ہوں یا گھر میں حفاظت میں بیٹھے ہوں موت نہیں چھوڑتی۔ ہر کسی نے اپنی باری پر حقیقی گھر جانا ہے۔ بس دیر ہے کل یا پرسوں کی۔

تم ٹھنڈے ٹھنڈے گھر جاؤ ہم پیچھے پیچھے آتے ہیں

نماز جنازہ اسی روز بعد نماز ظہر ادا کی گئی جس میں محترم امیر صاحب اور دونوں نائب امراء سمیت کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔ مکرم مربی ضلع نے نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد احمدیہ قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی بڑی تعداد میں احباب تدفین کے موقع پر بھی موجود تھے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ مرحوم طارق احمد اعوان موصی تھے اور انکا چندوں کا حساب بھی بالکل صاف تھا تاہم پسماندگان کی خواہش کے مطابق انہیں مقامی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اگر یہ رسم دنیا نہ ہوتی تو کب کسی کا اپنے پیارے پر مٹی ڈالنے کا دل کرتا۔

پھول کیا ڈالو گے تربت پر مری
خاک بھی تم سے نہ ڈالی جائے گی

محترم طارق احمد اعوان یکم جنوری 1955 کو برسلز (بیلجیئم) میں پیدا ہوئے تھے جہاں انکے والد محترم سعید احمد اعوان وزارت خارجہ میں ملازمت کے سلسلہ میں مقیم تھے۔ دسمبر 1965 میں آپ اسلام آباد شفٹ ہوئے سکول کالج کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے PWD میں سرکاری ملازمت جائن کی اور یکم جنوری 2015 کو ریٹائرڈ ہوئے۔محترم طارق احمد اعوان پیدائشی احمدی تھے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے پڑداداکے ماموں حضرت ولی داد خان کے ذریعہ آئی جنہیں 1902 میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی توفیق ملی اور حضورؑ کے صحابی ہونے کا شرف پایا۔

مرحوم طارق احمد اعوان نے بچپن سے بڑھاپے تک ہمیشہ جماعت سے گہری وابستگی رکھی۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند تھے۔ بیماری کے ایام میں بھی نمازیں باقاعدگی سے لیٹے لیٹے پڑھتے رہے۔ زندگی کے آخری دم تک جماعت کے ایک فعال اور سرگرم رکن رہے۔ آپ کو کئی سال خدام الاحمدیہ میں ناظم مال اور جماعتی نظام میں G-6 اور PWD کے حلقہ جات کے سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ 2010 میں آپ جماعت کے سہ سالہ جماعتی انتخابات میں سیکرٹری تحریک جدید منتخب ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے تاحیات یعنی تقریباً گیارہ سال تک اس ذمہ داری کو انتہائی احسن طور پر ادا کیا۔ اور خدمت دین کا حق ادا کر دیا۔ تحریک جدید کے وعدوں اور پھر مرکز کی طرف سے مقرر کردہ ٹارگٹ کے حصول کے لئے آپ دن رات کام کرتے اور ہر سال مرکز سے خوشنودی کا سرٹیفکیٹ حاصل کرتے۔ وفات سے قبل بھی بچوں کو کہتے رہے کہ مجھے دفتر سے تحریک جدید کی لسٹیں منگوادو تاکہ میں رمضان سے پہلے حلقہ جات میں تقسیم کرسکوں۔ جب بچے انہیں منع کرتے کہ ٹھیک ہونگے تو آجائیں گی۔ تو جواباً کہتے کہ لسٹیں نہ ملیں تو میں مرجاؤں گا۔ آپ کو کئی سال بیت الذکر کے کمپیوٹر سیکشن میں بھی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ جہاں آپ نے اپنی استطاعت سے بڑھ کر کام کیا اور حضرت مصلح موعودؓ کے فرمان پر من وعن عمل کیا۔

خدمتِ دین کو اک فضل الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالب انعام نہ ہو

مرحوم طارق احمد اعوان کو 1974 اور 1984 کے احمدیہ مخالف فسادات کے دوران بیت الذکر اور بیت الفضل میں حفاظتی ڈیوٹی دینے کی سعادت بھی نصیب ہوئی 1974 میں فسادات کے دوران شر پسندوں نے زیر تعمیر بیت الذکر کو آگ لگادی جس کے نتیجہ میں قرآن کریم کے کئی نسخہ جات شہید ہونے کے علاوہ ڈیوٹی پر موجود مکرم طارق احمد اعوان اور ایک خادم وسیم احمد شاہد کے بستر بھی جل گئے تاہم خوش قسمتی سے یہ دونوں خادم محفوظ رہے۔ بیت الذکر کی تعمیر کے دوران جب بھی وقار عمل ہوتا۔ محترم طارق احمد اعوان صاحب ہمیشہ پیش پیش ہوتے۔ آپ کو چند بار خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع میں سائیکل پر مرکز جانے اور انعام حاصل کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اسی طرح آپ کو اسیران راہ مولا سے ملاقات کے لئے اسلام آباد سے ساہیوال جانے والے وفد میں شامل ہونے کی بھی توفیق ملی۔ بیماروں کے لئے کئی بار خون کا عطیہ دینے کی توفیق پانے کے علاوہ آپ کو سالہا سال وفات پا جانے والے احمدی احباب کی میتوں کو غسل دینے کا منفرد اعزاز بھی حاصل رہا۔ اسلام آباد میں جہاں کہیں بھی کوئی احمدی فوت ہو جاتا تو میت کو غسل دینے کے لئے اکثر طارق

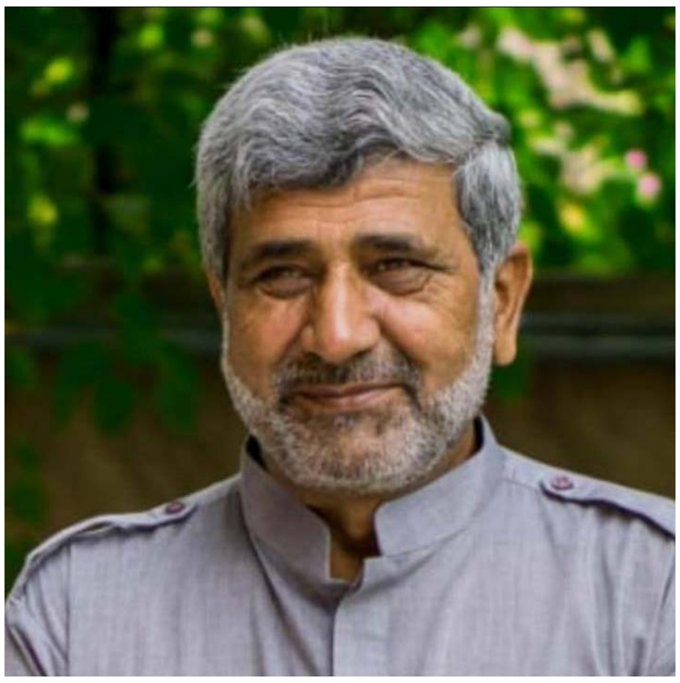

احمد اعوان صاحب کی خدمات حاصل کرنا پڑتیں اور آپ ہمیشہ خوشدلی اور خندہ پیشانی سے یہ خدمت بجالاتے۔

جب سیکرٹری تحریک جدید بنے تو اس شعبہ میں اپنی جماعت کا نام پیدا کرنے کے لئے اور حضور انور کی زبان مبارک سے اپنے ضلع کا نام سننے کے لئے انہوں نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اپنے دوستوں اور عزیزوں کو کہتے کہ اسلام آباد کو بھی تحریک جدید میں یاد رکھنا۔ پھر ان سے اس مد میں وعدہ لے کے وصولی کرنا ان کا معمول ہو جاتا۔ جب سے انہوں نے سیکرٹری تحریک جدید کا چارج سنبھالا۔ اس کے بعد یہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ اول ہی آتی رہی۔ الحمد للّٰہ۔حضور انور کی زبان مبارک سے یہ اعلان سن کر آپ بہت خوش ہوتے۔خود بھی ہمیشہ مالی قربانی میں پیش پیش رہے اور دوسروں کو بھی تلقین کرتے رہے۔ اسلام آباد کی تجنید میں تقریباً ننانوے فیصد لوگوں کو ذاتی طور پر جانتے تھے اور بعض کا وصیت کا حساب بھی خود رکھا ہوا تھا۔ اگر میں کہوں کہ آپ اسلام آباد کے داعی تھے تو غلط نہ ہوگا۔ میرے پیارے بھائی اور مخلص خادم سلسلہ ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہوگئے یقین نہیں آتا کہ وہ اب ہم میں نہیں۔ روزانہ مسکراتا چہرہ یاد آجاتا ہے۔ پیار سے کہنا السلام علیکم بھٹی صاحب نہیں بھولتا۔

وہ عشق جو ہم سے روٹھ گیا، اب اس کا حال بتائیں کیا

طارق احمد اعوان صاحب بہت ملنسار اور طبیعت کے بہت سادہ تھے۔ بعض اوقات صبح صبح جبکہ میں سویا ہوتا تو فون آجاتا میں 10 منٹ تک کلثوم ہسپتال کے سٹاپ پر پہنچ جاؤں گا۔ مجھے Pick کرنا اور میں انہیں موٹر سائیکل پر وہاں سے لے لیتا۔ دس منٹ کے راستے میں تمام گھر کے حالات سے آگاہ کرتے۔ امی کی طبیعت کیسی ہے۔ نواسے سے میں اس طرح کھیلتا رہا۔ ٹینکی بھری۔ پودوں کو پانی لگایا۔ وغیرہ۔

مکرم طارق صاحب بہت خوش اخلاق تھے ہر چھوٹے بڑے سے بہت محبت سے بات کرتے۔ ان کے چہرہ پر ہمیشہ خوبصورت مسکراہٹ رہتی۔ دوستوں کو لطائف اور چٹکلوں سے محظوظ کرتے۔ لطائف سن کر اور سنا کر جو مسکان اُن کے چہرے پر آتی اس میں شرارت بھری ہوئی ہوتی اور یہ مسکان تھی بھی بہت کمال کی۔ اگرچہ بہت کم گو تھے مگر جو ان کے ساتھ گھل مل جاتا اسے بور نہیں ہونے دیتے تھے۔ زندہ دل انسان تھے۔ بقول ان کے مکرم ناصر صاحب سیکرٹری مال کے ساتھ کام میں بھی بہت مزا آتا تھا۔ گو ناصر صاحب عمر میں ان سے چھوٹے تھے مگر ایک دوسرے کی بہت عزت بھی کرتے۔ ناصر صاحب کے کینیڈا شفٹ ہونے پر وہ پہلے والی رونق اور مسکراہٹ نہ رہی۔

بقیہ صفحہ 10 پر

منور علی شاہد۔ جرمنی

ہرن مینار۔شیخوپورہ

جانور سے محبت کی لازوال داستان

مغل بادشاہوں نے اپنے دور میں فن تعمیر کے لازوال، حیرت انگیز اور انتہائی خوبصورت و دیدہ زیب نمونے یادگار چھوڑے ہیں۔ آج صدیاں گزر جانے کے بعد بھی ان کی شان و شوکت میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ پاکستان اور بھارت کے طول وعرض میں آج بھی ان کی تعمیر کردہ عمارتیں، قلعے، باغات اور محل اس دور کی انسانی کاریگری، سوچ، محنت اور فن تعمیر کی یاد دلاتے ہیں۔ انہی یادگاروں میں ایک شیخوپورہ میں واقع ''ہرن مینار'' بھی شامل ہے۔ بلاشبہ ہرن مینار کا ڈیزائن انسانی دماغ کا لازوال شاہکار ہے۔ تاج محل انسانی محبت کی نشانی ہے اور یہ جانور سے لازوال محبت کی یادگار ہے۔ یہ علاقہ مغل بادشاہ جہانگیر اور اس کے شاہی خاندان کے لئے ''شکارگاہ'' کا درجہ رکھتا تھا۔ اس ہرن مینار اور شہر شیخوپورہ کی بنیاد شہنشاہ نورالدین محمد جہانگیر نے رکھی تھی۔ آج شیخوپورہ پنجاب کے ایک اہم شہر کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ لاہور سے 35 کلومیٹر کے فاصلے پر مغرب میں واقع ہے۔ یہ شہر پنجابی زبان شیکسپیر بھی کہلاتا ہے اور مشہور شاعر وارث شاہ کی لوک داستاں ہیر رانجھا بھی شیخوپورہ سے منسوب ہے۔ یہ مینار جہانگیر بادشاہ کی اپنے محبوب ہرن کی یادگار ہے جو اس نے ہرن کے مرنے کے بعد اس نے اپنے محبوب ''ہرن'' کی یاد میں تعمیر کروایا تھا، اس کی بتدریج تکمیل مکمل ہوئی تھی۔ بعد ازاں پانی کا بڑا تالاب، چوکور گنبد والی عمارت اور بارہ دری کی تعمیر ہوئی۔ جہانگیر نے شکار کے دوران ایک ہرن کو پکڑا جس نے چند ہی ہفتوں میں جنگلی خصلتیں چھوڑ کر پالتو جانوروں کی عادتیں اپنالیں اور یوں یہ معصوم ہرن شہنشاہ کی آنکھوں کا تارہ بن گیا جو بعد ازاں ایک بیماری کے باعث مرگیا تھا۔ کہیں کہیں اس کے مرنے کی وجہ غلطی سے شکار کا نشانہ بن جانے کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ تزک جہانگیر میں شیخوپورہ اور اس تفریحی ہرن مینار کا ذکر ملتا ہے۔ اس میں شہنشاہ ہرن سے اپنی محبت کی وجہ بھی لکھتا ہے کہ ''دوالج منگل کے روز جہانگیر پورہ (شیخوپورہ) میں پڑاؤ ڈالا جو شکار کھیلنے کے لئے میرا پسندیدہ مقام تھا۔ اس جگہ ہنس راج نامی ہرن کی ایک قبر اور مینار ہے جو میرے حکم سے تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ ہرن سدھائے ہوئے

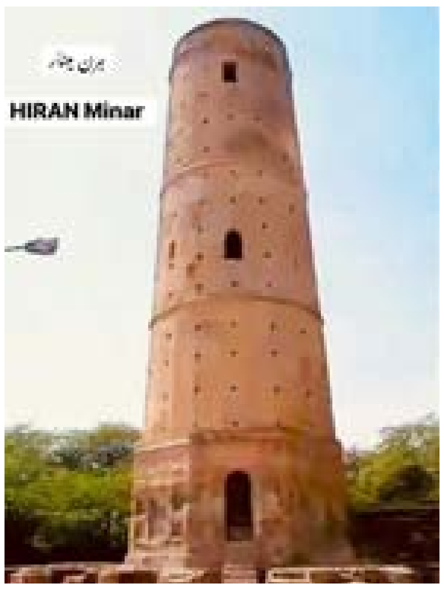

ہرنوں کی لڑائی اور صحرائی ہرنوں کے شکار میں مدد دینے میں بے مثال تھا''۔

کہا جاتا ہے کہ لاہور شاہی قلعہ سے باہر دریائے راوی کی دوسری جانب گھنے جنگلوں میں شہزادہ سلیم شکار کھیلنے جایا کرتا تھا اور تخت نشینی کے بعد جہانگیر اپنی ملکہ نورجہان کیساتھ یہاں شکار کرتا اور طویل قیام کرتا تھا۔ یہ مقام ان دونوں کی محبت کی یادگار کی حیثیت سے بھی شہرت رکھتی ہے۔ اس دور میں یہ مقام انتہائی سرسبز اور شاداب ہوا کرتا تھا، چھوٹے جانوروں کی بہتات ہوتی تھی اور خصوصا ہرنوں کے غول چوکڑیاں بھرا کرتے تھے۔ ایک ہرن سے جہانگیر کو بہت محبت تھی جو اس نے اسی جنگل سے پکڑا تھا اس کا نام ''ہنس راج'' تاریخ کی کتابوں میں لکھا ملتا ہے، 1607 میں یہ ہرن کسی بیماری کی وجہ سے مرگیا توشہنشاہ نے اس کی یاد میں یہ بلند و بالا خوبصورت مینار تعمیر کرایا جو ''ہرن مینار'' کے نام سےمشہور ہوا۔ اس کی تعمیر میں خود شہنشاہ نے دلچسپی لی اور نگرانی کی۔ ہرن مینار کو ہر دور کے حکمرانوں نے بے پناہ سراہا ہے۔خصوصا انگریز سیاحوں نے تو اس کو بہت سراہا اور اسے پسند کیا۔ آج اور ماضی کی حکومتوں نے اس تاریخی اثاثہ کی دیکھ بھال کرتے ہوئے اس میں جدید ترین ذرائع استعمال کرتے ہوئے اس کی خوبصورتی میں اضافہ کیا اور یہ سلسلہ جاری ہے، آج کل مختلف رنگوں کی روشنیوں کے سبب رات کے مناظر میں اس کی دلکشی چوگند ہوگئی ہے۔ اور اس کی تزئین و آرائش مسلسل جاری ہے۔ آج بھی ہزاروں کی تعداد میں سیاح اس تاریخی مینار کو دیکھنے آتے ہیں۔ جہانگیر کی ماں بیٹے کو پیار سے ''شیخو'' کہہ کر پکارتی اور بعد ازاں یہ شیخوپورہ میں تبدیل ہوگیا۔شہنشاہ جہانگیر کا عہد حکومت 1605-1627 تک رہا ہے۔ ہرن مینار کی ابتداء میں کل بلندی 130 فٹ تھی لیکن بعد میں اس کا اوپر کا کچھ حصہ گرتا گیا اور اب اس کی بلندی 110 فٹ ہے۔ بل کھاتی گول سیڑھیاں اوپر کو جاتی ہیں۔ مینار کے سامنے تالاب اور بارہ دری تک کو ایک پختہ خوبصورت راستہ بھی بنایا گیا۔ تالاب کے چاروں اطراف میں چھوٹے چھوٹے پل بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔ تاریخ کی کتابوں کے مطابق اس تالاب سے پالتو اور دیگر جانوروں

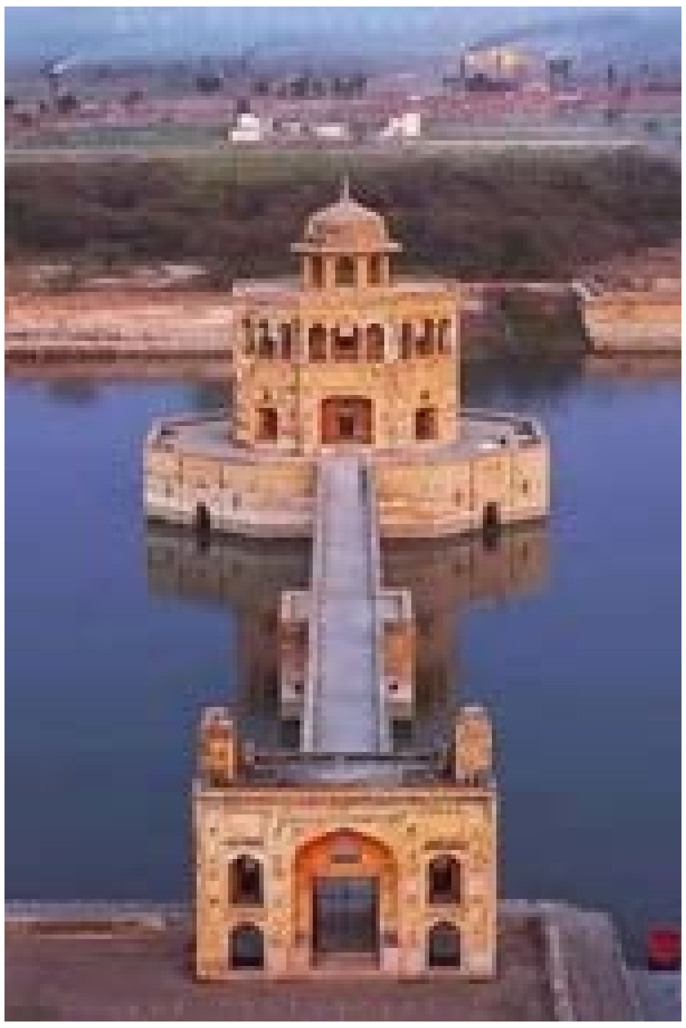

کو پانی پلایا جاتا تھا اور ایک بارشہنشاہ نے اپنے پیارے ہرن ''ہنس راج'' کو بھی اسی تالاب سے پانی پلایا تھا۔ اس تالاب کی لمبائی 892 فٹ اور چوڑائی 750 فٹ اور درمیان سے گہرائی 18فٹ ہے۔ مینار کی سیڑھیوں اور تالاب کے اردگرد راستوں کو چونے کے پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے۔ مینار کی سڑھیوں کی تعداد ایک صد کے لگ بھگ ہے۔ انسان اور جانور کی آپس کی اس لازوال نشانی اور یادگار کو محفوظ رکھنے اور زیادہ سے زیادہ خوبصورت بنانے کے لئے پنجاب آرکیالوجی محکمہ کی طرف سے متعدد نئے اقدامات کئے گئے ہیں جن میں رنگ برنگی روشنیوں کا انتظام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ پاکستانی اخبارات کی خبروں کے مطابق اس جگہ پر نئے ہرن لانے اور ان کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا گیا ہے تاکہ نام کی نسبت حقیقی رنگ بھی نظر آسکے۔ اس کے لئے محکمہ تحفظ جنگلات کیساتھ ایک معاہدہ بھی کیا گیا ہے۔ آج ہرن مینار کو ایک بڑے تفریحی مقام کی حیثیت حاصل ہوچکی ہے اور عیدین اور چھٹیوں کے موقع پر لوگوں کی بڑی تعداد یہاں پہنچتی ہے اور تفریح سے لطف اندوز ہوتی ہے۔

آج کی دعا

رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ

(الصّٰفّٰت:101)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے صالحین میں سے (وارث) عطا کر۔

یہ حضرت ابراہیمؑ کی نیک اور صالح اولاد کے لئے عظیم الشان دعا ہے۔

ہمارے بہت پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

پھر ایک جگہ حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کا ذکر ہے، فرمایا رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنَ الصَّالِحِیۡنَ (الصّٰفّٰت:101) اے میرے رب مجھے صالحین میں سے وارث عطا کر، مجھے نیک صالح اولاد عطا فرما۔ پس جو والدین اولاد کے خواہش مند ہوں انہیں نیک اولاد کی خواہش کرنی چاہئے اور پھر اولاد کی تربیت بھی اس کے مطابق ہو اور جیسا کہ میں نے کہا اولاد کی تربیت کے لئے سب سے پہلے اپنے نمونے قائم کرنے چاہئیں۔ واقفین نو بچوں کے جو والدین ہیں انہیں خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے جس انعام سے نوازا تھا اس نے تو قربانی کا بھی اعلیٰ معیار قائم کر دیا۔ پس جو والدین اپنے بچوں کو وقف نو میں شامل کرتے ہیں انہیں خصوصاً اور دوسروں کو بھی، عام طور پر ہر احمدی کو دعا کرتے رہنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتے ہوئے انہیں ایسی اولاد سے نوازے جو حقیقت میں دین کی خادم بننے والی ہو، جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں کو تلاش کرنے والی ہو اور صالحین میں شمار ہو۔

(خطبہ جمعہ 13 اکتوبر 2006ء، خطبات مسرور جلد 4، صفحہ:517)

حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ احمدیہ اپنے منظوم کلام میں اولاد کے حق میں دعائیں کرتے ہوئے فرماتے ہیں

نجات ان کو عطا کر گندگی سے
برات ان کو عطا کر بندگی سے
رہیں خوشحال اور فرخندگی سے
بچانا اے خدا! بد زندگی سے
وہ ہوں میری طرح دیں کے منادی
فَسُبۡحَانَ الَّذِی اَخۡزَی الۡاَعَادِیۡ
دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ
نہ آوے ان پہ رنجوں کا زمانہ
نہ چھوڑیں وہ ترا یہ آستانہ
مرے مولیٰ! انہیں ہر دم بچانا
یہی امید ہے اے میرے ہادی
فَسُبۡحَانَ الَّذِی اَخۡزَی الۡاَعَادِیۡ

(از، مجموعہ آمین مطبوعہ 27 نومبر 1901ء، بحوالہ درثمین صفحہ 55)

مرسلہ: مریم رحمٰن

’’ہماری کتابوں کو پڑھنے والا کبھی مغلوب نہیں ہوگا‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت میاں محمد دین صاحبؓ ولد میاں نور الدین صاحب فرماتے ہیں۔ میرے دل میں گزرا کہ مَیں علم دین سے ناواقف ہوں اور مولوی لوگ مجھے تنگ کریں گے۔ مَیں کیا کروں گا اور پوچھنے سے بھی شرم کر رہا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یا کسی اور سے بھی پوچھنے سے شرم تھی۔ جو آپ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بغیر میرے پوچھے اُس کا جواب دیا۔ کہتے ہیں کہ بغیر میرے سوال کے جب آپ کے بائیں پہلو پر لیٹے ہوئے تھے، مسجد مبارک کے چھت پر محراب میں تھے اور آپ کا سرجانب شمال تھا اور مَیں پیٹھ کے پیچھے بیٹھ کر مشرق کی طرف منہ کر کے آپ کو مٹھیاں بھر رہا تھا، دبا رہا تھا۔ پوچھنے سے مجھے شرم تھی لیکن بہر حال مَیں بیٹھا تھا دل میں خیال آیا دباتے ہوئے تو کہتے ہیں لیٹے لیٹے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری طرف منہ فرمایا اور ایسے بلند لہجہ اور رعب ناک آواز سے فرمایا کہ مَیں کانپ گیا۔ فرمایا ’’ہماری کتابوں کو پڑھنے والا کبھی مغلوب نہیں ہوگا‘‘۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 49 روایت حضرت میاں محمد الدین صاحبؓ)

(پس یہ خزانہ تو آج بھی ہمارے پاس ہے، اسے حاصل کرنے کی، پڑھنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اب تو یہ بہت سی کتابیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف زبانوں میں ترجمہ بھی ہو چکی ہیں۔)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 جنوری 2022 بحوالہ خطبہ جمعہ 30/ نومبر 2012ء)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ایڈیٹر کے نام خطوط

- **مکرمہ امتہ القیوم انجم۔کینیڈا سے لکھتی ہیں:**

روزنامہ الفضل 15 جنوری 2022ء کے شمارہ میں ’’روزنامہ الفضل آن لائن کا تعارف‘‘ کے عنوان سے آرٹیکل پڑھنے کا موقع ملا۔ بہت ہی معلوماتی مضمون ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ کی اجازت اور دعا سے جاری ہونے والی اس نہر سے سیراب ہونے والے قارئین اور اسکی قلمی معاونت میں حصہ لینے والے مضمون نگار اور شعراء سب ہی بہت خوش نصیب ہیں۔ اگرچہ انہیں اپنی اس خوش قسمتی کا کچھ اندازہ تو پہلے سے ہی ہو گا مگر ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا الفضل کے ہر پرچہ پر نشان لگا کر دستخط کرنا یقیناً ان پیاسی روحوں کے دلوں میں جو ہر روز اس کے طلوع ہونے کے انتظار میں ہوتی ہیں الفضل سے محبت کی نئ جوت جگا گیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ پیارے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادت اور رہنمائی میں پھلنے پھولنے والے اس اخبار کو جو کئی طوفانوں سے گزر کر کامیابیوں کی منازل طے کرتا ہوا اب آن لائن جریدے کی شکل میں ہمارے دلوں کو منور کر رہا ہے دن دوگنی رات چوگنی ترقی دیتا چلا جائے۔ آمین

- **مکرمہ خالدہ نزہت۔آسٹریلیا سے تحریر کرتی ہیں:**

الفضل میں شائع ہونے والے مضامین تو اپنی مثال آپ ہوتے ہیں۔ ماشاء اللہ۔لیکن بعض مضمون بہت ایمان افروز ہوتے ہیں جیسے کہ ’’محترم انصر صاحب کا احمدیت کا ورثہ‘‘ بہت اچھا سلسلہ شروع کیا ہے آپ نے۔ جزاک اللہ۔کیونکہ ہم جیسے پیدائشی احمدی شاید اس چیز کی اتنی قدر و قیمت نہ جانتے ہوں۔ اسی طرح چند روز قبل ’’ہم کفو کی تلاش‘‘ کے موضوع پر بہت اچھا مواد پڑھنے کو ملا۔ اس کے ساتھ ساتھ مولانا عطاء المجیب صاحب کا قسط وار ’’حاصل مطالعہ‘‘ اور مولانا شمشاد صاحب نے جو اپنی دادی اماں کے بارے میں لکھا پڑھ کر اپنی نانی جان اور دادی جان یاد آ گئیں۔ واقعی کتنے سادہ، سچے اور بہادر لوگ تھے ان لوگوں نے کیسی اطمینان بھری زندگیاں گزاری ہیں۔ اللہ تعالی ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ساری ٹیم کو بہترین جزائے خیر سے نوازے۔آمین

- **مکرم ملک منیر احمد۔ٹوکیو، جاپان سے لکھتے ہیں:**

روزنامہ الفضل آن لائن آج کل کی ٹیکنالوجی کی نعمت سے روزانہ موبائل پر دیکھنے اور پڑھنے کا موقع ملتا ہے۔ الحمد للہ۔

روزنامہ الفضل میں جہاں بہت سارے علمی اور معلوماتی مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں وہاں اگلے دن ہفتہ کے شمارہ میں حضور کے تازہ خطبہ جمعہ کا خلاصہ بھی پڑھنے کو ملتا ہے۔ جو اس لحاظ سے بہت خوش کن ہے کہ یہاں ٹوکیو میں ہر اتوار کی شام کو آن لائن بچوں کی کلاس بھی ہوتی ہے۔جس میں بچوں کو دوسری علمی باتوں کے ساتھ ساتھ حضور انور کے تازہ خطبہ جمعہ کے خلاصہ سے بعض اہم پوائنٹس کے علاوہ بعض ایمان افروز واقعات بھی باقائدگی سے بچوں کو بتانے کا موقع ملتا رہتا ہے۔الحمد للہ۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

لفظ ’’موزوں‘‘ کا ڈیفینیشن

موزوں وہ نہیں جس کے پاس ڈگری یا ڈگریاں ہوں بلکہ موزوں وہ ہے جس کے پاس ڈگری کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت کچھ ہو مثلاً وہ بااخلاق ہو، خوش گفتار ہو، خوش اطوار ہو، حاضر جواب ہو، خود اعتماد ہو، سلیقہ شعار ہو، وفادار ہو، دیانت دار ہو، خوش لباس ہو اور شائشتگی ہو۔

موجودہ دور میں گفتگو کا فن اور سلیقہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس فن کے حامل نوجوانوں کو یقینی ترجیح دی جاتی ہے۔ کوئی ایک ڈگری، اچھی شخصیت، مؤثر گفتگو کی صلاحیت اس دور کا ایسا نسخہ ہے جو تیر بہدف ثابت ہوسکتا ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ نوجوانوں کو گفتگو کا فن یعنی کمیونیکشن کی جانب راغب کیا جائے جو محض اچھے اور پر اعتماد جملے بولنے کا نام نہیں بلکہ پروفیشنلزم کے اس دور میں باقاعدہ ایک فن ہے۔

(مرسلہ: محمد عمر تماپوری۔انڈیا)

فقہی کارنر

مہر کی ادائیگی سے قبل مہر کی معافی نہیں ہوسکتی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

عورت کو مہر ادا کئے جانے سے پہلے معافی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ وہ مال اس کا حق ہے اس کو پہلے وہ مال ملنا چاہئے۔ پھر اگر وہ چاہے تو واپس کر دے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی فتویٰ ہے۔ آپ نے حکیم فضل دین صاحب مرحوم کے بیان کرنے پر کہ ان کی بیویوں نے مہر معاف کر دیا ہے۔فرمایا کہ پہلے ان کو مہر دے دو۔ پھر وہ واپس دے دیں تو سمجھو کہ معاف کر دیا ہے۔ جب انہوں نے روپیہ دیا تو بیویوں نے لے لیا اور کہا کہ اب تو ہم معاف نہیں کرتیں۔

بعض فقہاء کا قول ہے کہ مہر دے کے فوراً بھی واپس ہو جائے تو جائز نہیں کچھ مدت تک عورت کے پاس رہے۔تب واپس کرے تو جائز سمجھا جائے گا۔

(فرمودات مصلح موعودؓ دربارہ فقہی مسائل صفحہ 209)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

28 جنوری 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:40	18:08
مدینہ منورہ	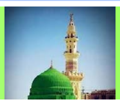	05:44	18:04
قادیان		06:00	17:59
ربوہ		05:40	17:39
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:16	16:46